KitaabPoint.blogspot.com

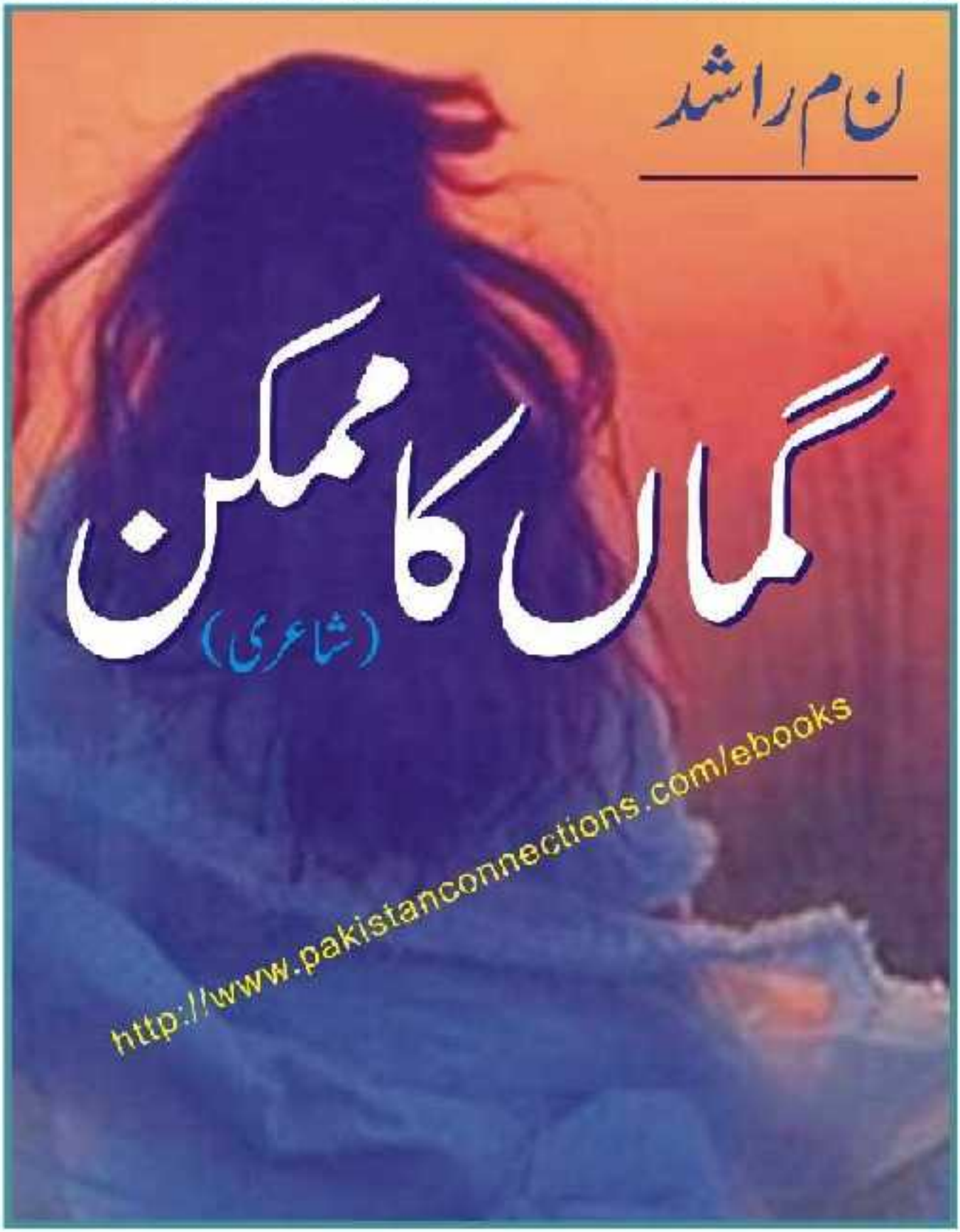

KitaabPoint.blogspot.com

گماں کا ممکن

(شاعری)

ن م راشد

KitaabPoint.blogspot.com

شہرِ وجود اور مزار

یہ مزار
سجدہ گزار جس پہ رہے ہیں ہم
یہ مزار تارِ خبر نہیں
کسی صبحِ نو کا جلال ہے
کہ ہے رات کوئی دبی ہوئی؟
کسی آئینے کو سزا ملی جو ازل سے
عقدۂ ناکشا کا شکار تھا؟
کسی قہقہے کا مآل ہے
جو دوامِ ذات کی آرزو میں نزار تھا؟
یہ مزار خیرہ نگہ سہی
یہ مزار مہر بلب سہی
جو نسیمِ خندہ چلے کبھی تو وہ در کھلیں
جو ہزار سال سے بند ہیں
وہ رسالتیں جو اسیر ہیں
پہ نوائے خندہ نما سنیں تو ابل پڑیں!
انھیں کیا کہیں
کہ جو اپنے آنکھ کے سیم و زر
کسی روگ میں، کسی حادثے میں گنوا چکے؟

KitaabPoint.blogspot.com

انھیں کیا کہیں
کہ جو اپنے ساتھ کوئی کرن
سحر عدم سے نہ لا سکے؟
مگر ایک وہ
کہ ہزار شمعوں کے سیل میں
کبھی ایک بار جو گم ہوئی
خبر اپنی آپ نہ پا سکے!
کبھی گرد رہ کبھی مہر و ماہ پہ سوار تھے
وہ کہانیوں کے جوان کیسے گزر گئے
وہ گزر گئے ہمیں خاک بے کسی جان کر
نہ کبھی ہماری صدا سنی
وہ صدا کہ جس کی ہر ایک لے
کبھی شعلہ تھی، کبھی رنگ تھی
کبھی دل ہوئی، کبھی جاں بنی!

وہ نمی، وہ خلوت ترش بو
جو اجالا ہوتے ہی
قحبہ گاہوں میں آپ پائیں
وہی خامشی دراز مو، وہی سائیں سائیں
کہ جو بنک خانوں کے آس پاس
تمام رات ہے رینگتی

KitaabPoint.blogspot.com

وہی اس مزار کی خامشی
جو ہماری ہست پہ حکمراں
جو ہماری بود پہ خندہ زن
مگر آرزوئیں
وہ سائے عہد گزشتہ کے
کبھی واردات کے بال و پر
کبھی آنے والے دنوں کا پرتو زندہ تر
وہ ہوائیں ہیں کہ سدا سے
آگ کے رقص وحشی و بے زمام میں ہانپتی
کبھی گھر کے ساری شگاف و درز میں چیختی
کبھی چیختی ہیں پلک لگے
کبھی چیختی ہیں سحر گئے!

ابھی سامنے ہے وہ ثانیہ
جسے میرے خوابوں نے
شب کے ناخن تیز تر سے بچا لیا
اسی ثانیے میں وہ شیشے پیکر وجاں کے
پھر سے سمیٹ لوں
جو انھی ہواؤں کے زور سے
گرے اور ٹوٹ کے ماہ و سال کے رہ گزر میں بکھر گئے
کہ نہیں ہیں اپنی بہا میں دیدہ تر سے کم

KitaabPoint.blogspot.com

جو مدارِ حدِ نظر سے کم

میں ہوں آرزو کا

امید بن کے جو دشت و در میں بھٹک گئی

میں ہوں تشنگی کا

جو کنارِ آب کا خواب تھی

کر چھلک گئی

میں کشادگی کا

جو تنگ نائے نگاہ و دل میں اتر گئی

میں ہوں یک دلی کا

جو بستیوں کی چھتوں پہ

دورِ سیاہ بن کے بکھر گئی

میں ہوں لحنِ آب کا

رسمِ باد کا، دردِ خاک کا نغمہ خواں

یہ بجا کہ ہست ہزار رنگ سے جلوہ گر

مگر اک حقیقتِ آخریں

یہی آستانہ مرگ ہے

یہ بجا سہی

کبھی مرگ اپنی نفی بھی ہے

(وہی مرگِ سال بہ سال آنے جی بھی ہے)

وہی ہول جاں کی کمی بھی ہے

KitaabPoint.blogspot.com

یہی وہ نفی تھی کہ جس کے سائے میں
آپ (میرے مراقبے کی طرح)
برہنہ گزر گئے
یہ اسی کمی کی تھی ریل پیل
کہ آپ اپنی گرسنگی کی ندی
کے پار اتر گئے
کبھی آسمان وزمیں پہ (دورِ خزاں میں)
بوئے عبیر وگل کی سخاوتوں کی مثال
آپ بکھر گئے
ابھی تک (مرا یہ مشاہدہ ہے)
کہ اس مزار کے آس پاس
عبیر وگل کی لپٹ سے
زائروں، رہروؤں کے نصیب
جیسے دمک اٹھے
تو ہزار نام بس ایک نام کی گونج بن کے جھلک اٹھے
تو تمام چہروں سے ایک آنکھ
تمام آنکھوں سے اک اشارہ
تمام برسوں سے ایک لمحہ برس پڑا
تو پھر آنے والے ہزار قرنوں کی شاہراہیں
(جو راہ دیکھتے تھک گئی تھیں)
شرار بن کے چمک اٹھیں!

KitaabPoint.blogspot.com

یہ بجا کہ مرگ ہے اک حقیقت آخریں
مگر ایک ایسی نگاہ بھی ہے
جو کسی کنوئیں میں دبی ہوئی
کسی پیرہ زن (کہ ہے مامتا میں رچی ہوئی)
کی طرح ہمیں
ہے ابد کی ساعت ناگزیر سے جھانکتی
تو اے زائرو
کبھی ناوجود کی چوٹیوں سے اتر کے تم
اسی اک نگاہ میں کود جاؤ
نئی زندگی کا شباب پاؤ
نئے ابر و ماہ کے خواب پاؤ!
نہیں مرگ کو (کہ وہ پاک دامن و نیک ہے)
کسی زمزمے کو فسردہ کرنے سے کیا غرض؟
وہ تو زندہ لوگوں کے ہم قدم
وہ تو ان کے ساتھ
شراب و نان کی جستجو میں شریک ہے
وہ نسیم بن کے
گلوں کے بیم و رجا میں
ان کی ہر آرزو میں شریک ہے
وہ ہماری لذت عشق میں

KitaabPoint.blogspot.com

وہ ہمارے شوق وصال میں

وہ ہماری ہو میں شریک ہے

کبھی کھیل کود میں ہوں جو ہم

تو ہمارے ساتھ حریف بن کے ہے کھیلتی

کبھی ہارتی کبھی جیتتی

کسی چوک میں کھڑے سوچتے ہوں

کدھر کو جائیں

تو وہ پانی آنکھیں بچھا کے راہ دکھائے گی

جو کتاب خانے میں جا کے کوئی کتاب اٹھائیں

تو وہ پردہ ہائے حروف ہم سے ہٹائے گی

وہ ہماری روز کی گفتگو میں شریک ہے

تو' مرے وجود کے شہر

مجھ کو جگا بھی دو

مری آرزو کے درخت مجھ کو دکھا بھی دو

وہ گلی گلی جو گرا رہے ہیں دو رویہ

کتنے ہزار سال سے برگ و گل

مجھے دیکھنے دو وہی سحر

وہی دن کا چہرہ لازوال

وہ دھوپ

جس سے ہماری جلد سیاہ تاب ازل سے ہے

KitaabPoint.blogspot.com

مجھے اس جنوں کی رہ خرام پہ لے چلو
نہیں جس کے ہاتھ میں موقلم
نہیں واسطہ جسے رنگ سے
فقط ایک پارہ سنگ سے
ہے کمال نقش گر جنوں!
اے مرے وجود کے شہر
مجھ کو جگا بھی دو
مرے ساتھ ایک ہجوم ہے
میں جہاں ہوں
زائروں کے ہجوم بھی ساتھ ہیں
کہ ہم آج
معنی و حرف کی شب وصلی نو
کی برات ہیں

◆◆◆

KitaabPoint.blogspot.com

آگ کے پاس

پیر واماندہ کوئی
کوٹ پہ محنت کی سیاہی کے نشاں
نوجواں بیٹے کی گردن کی چمک دیکھتا ہوں
(اک رقابت کی سیہ لہر بہت تیز مرے سینہ سوزاں سے گزر جاتی ہے)
جس طرح طاق پہ رکھے ہوئے گلداں کی
مس وسیم کے کاسوں کی چمک
اور گلو الجھے ہوئے تاروں سے بھر جاتا ہے
کوئلے آگ میں جلتے ہوئے
کن یادوں کی کس رات میں جل جاتی ہیں؟
کیا انھی کانوں کی یادوں میں جہاں
سالہا سال یہ آسودہ رہے؟
انھی بے آب درختوں کے وہ جنگل
جنھیں پیرانہ سری بار ہوئی جاتی تھی؟
کوئلے لاکھوں برس دور کے خوابوں میں الجھ جاتے ہیں
آج شب بھی وہ بڑی دیر سے گھر لوٹا ہے
اس کے الفاظ کو
ان رنگوں سے آوازوں سے کیا ربط
جو اس غم زدہ گھر کے خس و کاشاک میں ہیں؟

KitaabPoint.blogspot.com

اس کو اس میز پہ بکھری ہوئی
خوشبوؤں کے جنگل سے غرض؟
آج بھی اپنے عقیدے پہ بدستور
بضد قائم ہے
وہ درختوں کے تنومند تنے
(اپنے آئندہ کے خوابوں میں اسیر)
گرد باد آ ہی گئے
ان کی رہائی کا وسیلہ بن کر
خود سے مجبوری ناگاہ کا حیلہ بن کر
آئے اور چل بھی دے
طول المناک کی دہلیز پہ
رخصت کہہ کر
اور وہ لاکھوں برس سوچ میں
آئندہ کے موہوم میں خوابیدہ رہے
میرے بیٹے، تجھے کچھ یاد بھی ہے
میں نے بھی شور مچایا تھا کبھی
خاک کے بگڑے ہوئے چہرے کے خلاف
لحن بے رنگ ہوا سن کے
مری جاں بھی پکار اٹھی تھی؟
میں کبھی ایک انا اور کبھی دو کا سہارا لیتا
اپنی ساتھی سے میں کہہ اٹھتا کہ "جاگو اے جان!

KitaabPoint.blogspot.com

ہرانا تیرہ بیاباں میں
بھٹکتے ہوئے پتوں کا ہجوم
میرا ڈر مجھ کو نگل جائے گا"
میرے کانوں میں مرے کرب کی آواز
پلٹ آتی تھی
"تجھے بے کار خداؤں پہ یقیں
اب بھی نہیں؟
اب بھی نہیں؟
آج بھی اپنے ہی الحاد کی کرسی میں پڑا اونگھتا ہوں
نوجواں بیٹے کے الفاظ پہ چونک اٹھتا ہوں
"تو نے' بیٹے
یہ عجب خواب سنایا ہے مجھے
اپنا یہ خواب کسی اور سے ہرگز نہ کہو
کبھی آہستہ سے دروازہ جو کھلتا ہے تو ہنس دیتا ہوں
یہ بھی اس رات کی صرصر کی
نئی چال' نیا دھوکا ہے!
"پھول یا پریاں بنانے کا کوئی نسخہ
مرے اس نہیں ہے بیٹے
مجھے فرداؤں کے صحرا سے بھی
افسون روایت کی لہک آتی ہے
آگ میں کوئلے بجھنے کی تمنا نہ کرو

KitaabPoint.blogspot.com

ان سے آیندہ کے مٹتے ہوئے آثار
ابھر آئیں گے
ان گزرتے ہوئے لمحات کی تنہائی میں
کیسا یہ خواب سنایا ہے مجھے تو نے ابھی
نہیں، ہر ایک سے
ہر ایک سے یہ خواب کہو
اس سے جاگ اٹھتا ہے
سویا ہوا مجذوب
مری آگ کے پاس
ایسے مجذوب کو اک خواب بہت
خواب بہت خواب بہت
ایسے ہر مست کو
اک خواب بہت

◆◆◆

KitaabPoint.blogspot.com

یہ خلا پر نہ ہوا

ذہن خالی ہے
خلا نور سے، یا نغمے سے
یا نکہت گم راہ سے بھی پر نہ ہوا
ذہن خالی ہی رہا
یہ خلا حرف تسلی سے
تبسم سے
کسی آہ سے بھی پر نہ ہوا
اک نفی لرزش پیہم میں یہی
جہد بے کار کے ماتم میں سہی
ہم جو نارس بھی ہیں، غم دیدہ بھی ہیں
اس خلا کو
(اسی دہلیز پہ سوئے ہوئے
سرمست گدا کے مانند)
کسی مینار کی تصویر سے
یا رنگ کی جھنکار سے
یا خوابوں کی خوشبوؤں سے
پر کیوں نہ کریں؟
کہ اجل ہم سے بہت دور

KitaabPoint.blogspot.com

بہت دور ہے؟

نہیں، ہم جانتے ہیں

ہم جونارس بھی ہیں، غم دیدہ بھی ہیں

جانتے ہیں کہ خلا ہے وہ جسے موت نہیں

کس لیے نور سے، یا نغمے سے

یا حرف تسلی سے اسے ''جسم'' بنائیں

اور پھر موت کی وارفتہ پذیرائی کریں؟

نئے ہنگاموں کی تحلیل کا در باز کریں

صبح تکمیل کا آغاز نہ کریں؟

◆◆◆

KitaabPoint.blogspot.com

طلب کے تلے

گل و یاسمن سے نا آشنا
کل سے بے اعتنا
گل و یاسمن اپنے جسموں کی ہیئت میں فرد
مگر کل سے نا آشنا کل سے بے اعتنا
کسی مرگ مبرم کا درد
ان کے دل میں نہیں!

فقط اپنی تاریخ کی بے سروپا طلب کے تلے
ہم دبے ہیں
ہم اپنے وجودوں کی پنہائی نہیں
کھولتے تک نہیں
آرزو بولتے تک نہیں
یہ تاریخ میری نہیں اور تیری نہیں
یہ تاریخ ہے ازدحام رواں
اسی ازدحام رواں کی یہ تاریخ ہے
یہ وہ چیخ ہے
جس کی تکرار اپنے من و نور میں ہے
وہ تکرار جو اپنی تہذیب کی ہو میں حے

KitaabPoint.blogspot.com

تجھے اس پہ حیرت نہیں

ہم اس ازدحام رواں کے نشاں قدم پر چلے جا رہے ہیں

بڑھے جا رہے ہیں

کہ ہم ظلمت شب میں تنہا

پڑے رہ نہ جائیں

بڑھے جا رہے ہیں

نہ جینے کی خاطر

نہ اس سے فزوں زندہ رہنے کی خاطر

بڑھے جا رہے ہیں کسی عیب سے

رہزن مرگ سے بچ نکلنے کی خاطر

جدائی کی خاطر

کسی فرد کے خوف سے بڑھ رہے ہیں

جو باطن کے ٹوٹے دریچوں کے پیچھے

شرارت سے ہنستا چلا جا رہا ہے

◆◆◆

KitaabPoint.blogspot.com

ہم جسم

درپیش ہمیں
چشم ولب وگوش
کے پیرائے رہے ہیں
کل رات
جو پیم چاند میں
اس سبزے پہ
ان سایوں میں
غزلائے رہے ہیں
کس آس میں
کجلائے رہے ہیں؟
اس ''میں'' کو
جو ہم جسموں میں
محبوس ہے
آزاد کریں
کیسے ہم آزاد کریں؟
کون کرے؟ ہم؟
ہم جسم؟
ہم جس کہ کل رات

KitaabPoint.blogspot.com

اسی چاند میں
اس سبزے پہ
ان سایوں میں
خود اپنے کو
دہرائے رہے ہیں؟
کچھ روشنیاں
کرتی رہیں ہم سے
وہ سرگوشیاں
جو حرف سے
یا صورت سے
آزاد ہیں
کہہ سکتی ہیں
جو کتنی زبانوں میں
وہی بات، ہر اک رات
سدا جسمجسے سننے کو
گوشائے رہے ہیں

ہم جسم بھی
کل رات کے
اک لمحے کے
اک لمحے کو

KitaabPoint.blogspot.com

دل بن کے

اسی بات سے

پھر سینوں کو

گرمائے رہے ہیں

اس ''میں'' کو

ہم آزاد کریں؟

رنگ کی، خوشبوؤں کی

اس ذات کو

دل بن کے

جسے ہم بھی

ہر اک رات

عزیزائے رہے ہیں؟

یا اپنے توہمات کی

زنجیروں میں

الجھائے رہے ہیں

اس ذات کو

جس ذات کے

ہم سائے رہے ہیں؟

◆◆◆

KitaabPoint.blogspot.com

جہاں ابھی رات ہے

جہاں ابھی رات ہے، ہوا کے سوا
کوئی زندہ تو نہیں ہے
ابھی ہوا ساحلوں کے بے تاب ہمہموں سے
گزر کے اپنی طلب کے سونے
چہار راہوں میں رک گئی ہے
اگر وہ چاہے
تو دود ماضی کے بام و دیوار پھاند جائے
(وہ دوست وہ پاکے پرانے زخموں
کی ریزش خوں سے
ڈر رہی ہے)
ہوا کشوں کی نگہ سے بچ کر
اگر وہ چاہے
غموں کی بے صرفہ کھڑکیوں کے
سیاہ شیشوں کو توڑ ڈالے
دلوں کی افسردہ جلوتوں کا سراغ پالے
(وہ ناتوانوں کے زور بازو کے
راز پنہاں سے کانپتی ہے)
اگر وہ چاہے

KitaabPoint.blogspot.com

شگاف در سے

(جو رات بھر سے

ہماری بے التفاتیوں سے

کھلے رہے ہیں)

ہمارے صحنوں کو روند ڈالے

ہمارے صحنوں کے چار گوشوں میں پھیل جائے

(مگر وہ ہر صحن کی اداسی کو پھانتی ہے)

جہاں ابھی رات ہے، وہاں ہم

وہاں ابھی لوگ

بہتے پانی کو بوڑھے دانتوں سے کاٹتے ہین

اور ایسے روتے ہیں خواب میں

جیسے ایک بے جان جسد سے لگ کے

وہ سو رہے ہوں!

ہوا کو اس کی خبر نہیں ہے

ہوا کا ان ہول کے ملول پر

گزر نہیں ہے!

جہاں ابھی رات ہے، وہاں ہم

وہاں ابھی لوگ

آرزوؤں کے نردبانوں پہ چل رہے ہیں

قدم قدم پر پھسل رہے ہیں

کہ جیسے صحرا سمندروں میں پھسل رہا ہو!

KitaabPoint.blogspot.com

جہاں ابھی رات ہے
ہوا کے سوا کوئی پردہ در نہیں ہے
مگر ہوا جب طلب کی راہوں کو چھوڑ کر پھر
ہمارے دیوار و در پہ چھپٹی
ہمیں پھر اپنی برہنگی کا یقین ہوگا
اور اپنے جسموں کے چاک ہم
رات کی سیاہی میں دیکھتے ہی
بہت ہنسیں گے!

◆◆◆

KitaabPoint.blogspot.com

بے سرا الاپ

وہ صحن جن سے پلٹ گئی تھی
دھنک کی خوشبو
وہاں ابھی تک درخت اپنی برہنگی میں
پکارتے ہیں
پکارتے ہیں
''دھنک کی خوشبو
وہ خواب لادے
کہ جن سے بھر جائیں رات بھر
میں سبو ہمارے''
وہ چاند، کل شب
جسے ہم اپنے دلوں کی پیالوں
میں قطرہ قطرہ
انڈیلتے رہ گئے تھے، اس کو
ہنسی ہنسی ہیں
ابھی کوئی شخص، لمحہ پہلے
چڑھا کے پیالہ ٹپک گیا ہے
یہ دیکھتے ہی
گلی کا ملا بہت ہی رویا

KitaabPoint.blogspot.com

''خلا کے کچھ عرش کی خبر بھی؟
(نفی میں کیسے نفی کا جویا!)
''وہ چاند کے آر پار گویا
کہیں نہیں تھا؟
عجیب! گویا کہیں نہیں تھا
وہ صحن جن سے پلٹ گئی ہے
دھنک کی خوشبو
وہ ان میں فردا کی نارسائی کے اشک
چپ چاپ بو رہا ہے
وہ ہنس رہا ہے
''اگر زمیں گھومتی ہے' کیونکر
یہ لوگ صحنوں کو لوٹ آئے سحر سے پہلے
کوئی پرندہ نہ راہ بھولا سفر سے پہلے؟''

وہ صحن جن سے پلٹ گئی تھی
دھنک کی خوشبو
خلا سے آتی ہوئی صدائیں
اب ان کے دیوار و بام کو
تھپتھپا رہی ہیں
ہمارے بوڑھے نزار چہروں لطمہ زن ہیں
کہ رات کے دل فریب رویا

KitaabPoint.blogspot.com

ہمارے سینوں میں
بے سرا الاپ بن کر
اٹک گئے ہیں

◆◆◆

KitaabPoint.blogspot.com

طوفان اور کرن

شب تم اس قلعے کے ''ناجشن'' میں
موجود نہ تھے
(شاد رہو!)
کیسی طوفان کی شوریدہ سری تھی، توبہ
کس طرح روے کیے چاک
گرائے فانوس
اور ہر درز میں غراتا رہا
ڈگمگاتے ہوئے مہمان
ضیافت کی صفوں سے گزرے
پاؤں تک رکھتے نہ تھے
دل کے قالینوں کے
رنگ و خط و محراب کو
تکتے بھی نہ تھے!

آکے ٹھہری ہے لب کاسہ جاں
یاد کے جنگل افسردہ سے
بچتی ہوئی اک تازہ کرن
پر جھجکتی بھی نہیں

KitaabPoint.blogspot.com

اور اس آنکھ کو جو کاسہ جاں میں وا ہے
ابھی تکتی بھی نہیں
(یہی وہ کاسہ جاں
جس میں جلائی ہیں گلوں کی شمعیں
جس میں سورنگ سے کل رات کے مانند
منائی ہیں خدائی راتیں)
اے کرن!
شکر کہ ہم
ہجر کے زینوں پہ یا
وصل کے آئینوں پہ
جم جاتے نہیں!
اور بے کار ہیولاؤں کے ساتھ
بہتی مالاؤں پہ تھم جاتے نہیں
جن میں نادیدہ ملاقات کہ سرگوشی ہو
ایسے گوشوں میں بھی ہم جاتے نہیں!

کل تم اس قلعے کے نا جشن میں موجود نہ تھے
اور نہ تم سن ہی سکے
کیسی دوشیزہ وہ دستک تھی
جسے سن نہ سکے
اس کے مژگاں کی لب و چشم کی پیہم دستک

KitaabPoint.blogspot.com

ایسی دوشیزہ

کہ افلاس کے ناشہروں کی رہنے والی

وہ اتر ہی گئی

زینوں سے

دیواروں سے

تا حدِ غبار

تم کہ تھے سیر نگاہ اپنے تو ہم پہ سوار

اس کی آواز کہیں سن نہ سکے!

اب بھی وہ قلعہ عرفاں کے دریچے کے تلے

دیتی رہتی ہے دبی پیاس کی دستک شب و روز

اے کرن

اس کے لیے قطرہ اشک

اپنے نادیدہ اجالوں کی پھواروں سے

کوئی قطرہ اشک

جس سے دھندلائے بدن

پھر سے نکھر کر نکلیں

خندہ نور سے بھر کر نکلیں!

◆◆◆

KitaabPoint.blogspot.com

گزرگاہ

وقت کے پابند ہاتھ
راہوں کا غمگیں جواب
سنتے رہے
سبزے کے تشنہ سراب
رات کا دیوانہ خواب
تکتے رہے
جیسے وہ جاسوس ہوں
جن کا ہدف
آنکھ سے اوجھل کوئی
آفتاب
وعدے کی سردی کی رات
(وعدے کی بے مہر رات
کیسی ہوائیں چلیں
دیدہ و دل نے مرے
کیسے طمانچے سہے!
کیسے ہر اک چاپ سے
خون پہ ضربیں پڑیں
کیسے رگیں درد کے

KitaabPoint.blogspot.com

راگ سے بوجھل رہیں

آہ وہ زیبا کلام

کھل اٹھیں

جس کے لیے بارہا

روح کی شب ہائے تار

اور پگھلتے رہے

جس کے لیے

ہجر کی برفوں کے خواب

آہ وہ زیبا کلام

دور کا سایہ رہا

اور میں سوچا کیا

جینے کی خاطر مگر

رینگتے سایوں سے وابستہ رہوں؟

بات کے پل پر کھڑا

پیاس سے خستہ رہوں؟

◆◆◆

KitaabPoint.blogspot.com

اے سمندر

اے سمندر
پیکرِ شب جسم، آوازیں
رگوں میں دوڑتا پھرتا لہو
پتھروں پر سے گزرتے
رقص کی خاطر اذاں دیتے گئے
اور میں، مرتے درختوں میں نہاں
سنتا رہا
ان درختوں میں مرا اک ہاتھ
عہدِ رفتہ کے سینے پہ ہے
دوسرا، اک شہرِ آیندہ میں ہے
جویائے راہ
شہر، جس میں آرزو کی مے انڈیلی جائے گی
زندگی سے رنگ کھیلا جائے گا!
اے سمندر
آنے والے دن کو یہ تشویش ہے
رات کا کابوس جو دن کے نکلتے ہی
ہوا ہو جائے گا
کون دے گا اس کے ژولیدہ سوالوں کے جواب

KitaabPoint.blogspot.com

کس کرن کی نوک؟

کن پھولوں کا خواب؟

اے سمندر

میں گنوں گا

دانہ دانہ تیرے آنسو

جن میں اک زخار بے ہستی کا شور!

اے سمندر

میں گنوں گا دانہ تیرے آنسو

جن میں آنے والا جشن وصل نا آسودہ ہے

جن میں فردائے عروسی کے لیے

کرنوں کے ہار

شہر آیندہ کی روح بے زماں

چنتی رہی

میں ہی دوں گا جشن میں دعوت تجھے

استراحت تیری لہروں کے سوا کس شے میں ہے؟

رات اس ساحل پہ غراتے رہے

غم زدہ لمحات کے ترسے ہوئے کتوں کی نظریں چاند پر پڑتی رہیں

ان کی عوعود دور تک لپکی رہی!

اے سمندر

آج کیونکر ابر کے اوراق کہنہ

بازوئے دیرینہ امید پر اڑتے ہوی

KitaabPoint.blogspot.com

دور سے لائے نرای داستاں!
چاند کی ٹوٹی ہوئی کشتی کی بانہوں پر رواں!
شہرِ آیندہ کے دست و پا کے رنگ
جیسے جاں دینے پہ سب آمادہ ہوں
دست و پا میں جاگ اٹھے
راگ کے مانند
میں بھی دست و پا میں جاگ اٹھا
اے سمندر
کل کے جشنِ نو کی موج
شہرِ آیندہ کی بینائی کی حد تک آ گئی
اب گھروں سے
جن میں راندہ روز و شب کی
چار دیواری نہیں
مرد و زن نکلیں گے
ہاتھوں میں اٹھائے برگ و بار
جن کو چھو لینے سے لوٹ آئے گی رو گرداں بہار!
اے سمندر

◆◆◆

KitaabPoint.blogspot.com

حسن کوزہ گر (۲)

اے جہاں زاد
نشاط اس شب بے راہ روی کی
میں کہاں تک بھولوں؟
زور مے تھا' کہ مرے ہاتھ کی لرزش تھی
کہ اس رات کوئی جام گرا ٹوٹ گیا
تجھے حیرت نہ ہوئی
کہ ترے گھر کے دریچوں کے کئی شیشوں پر
اس سے پہلے کی بھی درزیں تھیں بہت
تجھے حیرت نہ ہوئی!

اے جہاں زاد
میں کوزوں کی طرف' اپنے تغاروں کی طرف
اب جو بغداد سے لوٹا ہوں
تو میں سوچتا ہوں
سوچتا ہوں' تو مرے سامنے آئینہ رہی
سر بازار' دریچے میں' سر بستر سنجاب کبھی
تو مرے سامنے آئینہ رہی
جس میں کچھ بھی نظر آیا نہ مجھے
اپنی ہی صورت کے سوا

KitaabPoint.blogspot.com

اپنی تنہائی جانکاہ کی دہشت کے سوا
لکھ رہا ہوں تجھے خط
اور وہ آئینہ مرے ہاتھ میں ہے
اس میں کچھ بھی نظر آتا نہیں
اب ایک ہی صورت کے سوا!
لکھ رہا ہوں تجھے خط
اور مجھے لکھنا بھی کہاں آتا ہے؟
لوح آئینہ پہ اشکوں کی پھواروں ہی سے
خط کیوں نہ لکھوں؟
اے جہان زاد
نشاط اس شب بے راہ روی کی
مجھے پھر لائے گی؟
وقت کیا چیز ہے تو جانتی ہے؟
وقت اک ایسا پتنگا ہے
جو دیواروں پہ آئینوں پہ
پیمانوں پہ، شیشوں پہ
مرے جام و سبو، میرے تغاروں پہ
سدا رینگتا ہے
رینگتے وقت کی مانند کبھی
لوٹ کے آئے گا حسن کوزہ گر سوختہ جاں بھی شاید
اب جو لوٹا ہوں جہاں زاد

KitaabPoint.blogspot.com

تو میں سوچتا ہوں

شاید اس جھونپڑے کی چھت پہ یہ مکڑی ہری محروی کی

جسے تنتی چلی جاتی ہے، وہ جالا تو نہیں ہوں میں بھی؟

یہ سیہ جھونپڑا میں جس میں پڑا سوچتا ہوں

میرے افلاس کے روندے ہوئے اجداد کی

بس ایک نشانی ہے یہی

ان کے فن، ان کی معیشت کی کہانی ہے یہی

میں جو لوٹا ہوں تو وہ سوختہ بخت

آ کے مجھے دیکھتی ہے

دیر تک دیکھتی رہ جاتی ہے

میرے اس جھونپڑے میں کچھ بھی نہیں

کھیل اک سادہ محبت کا

شب و روز کے اس بڑھتے ہوئے کھوکھلے پن میں جو کبھی

کھیلتے ہیں

کبھی رو لیتے ہیں مل کر، کبھی گا لیتے ہیں

اور مل کر کبھی ہنس لیتے ہیں

دل کے جینے کے بہانے کے سوا اور نہیں

حرف سرحد ہیں، جہاں زاد، معانی سرحد

عشق سرحد ہے، جوانی سرحد

اشک سرحد ہیں، تبسم کی روانی سرحد

دل کے جینے کے بہانے کے سوا اور نہیں

KitaabPoint.blogspot.com

(دردِ محرومی کی
تنہائی کی سرحد بھی کہیں ہے کہ نہیں؟)

میرے اس جھونپڑے میں
کتنی ہی خوشبوئیں ہیں
جو مرے گرد سدا رینگتی ہیں
اسی اک رات کی خوشبو کی طرح رینگتی ہیں
در و دیوار سے لپٹی ہوئی اس گرد کی خوشبو بھی ہے
میرے افلاس کی، تنہائی کی
یادوں کی، تمناؤں کی خوشبوئیں بھی
پھر بھی اس جھونپڑے میں کچھ بھی نہیں
یہ مرا جھونپڑا تاریک ہے، گندہ ہے، پراگندہ ہے
ہاں کبھی دور درختوں سے پرندوں کی صدا آتی ہے
کبھی انجیروں کے زیتونوں کے باغوں کی مہک آتی ہے
تو میں جی اٹھتا ہوں
تو میں کہتا ہوں کہ لو آج نہا کر نکلا!
ورنہ اس گھر میں کوئی سیج نہیں، عطر نہیں ہے
کوئی پنکھا بھی نہیں
تجھے جس عشق کی خو ہے
مجھے اس عشق کا یارا بھی نہیں

KitaabPoint.blogspot.com

تو ہنسے گی اے جہاں زاد عجب بات
کہ جذبات کا حاتم بھی میں
اور اشیا کا پرستار بھی میں
اور ثروت جو نہیں اس کا طلب گار بھی میں!
تو جو ہنستی رہی اس رات تذبذب پہ مرے
میری دورنگی پہ پھر سے ہنس دے!
عشق سے کس نے مگر پایا ہے کچھ اپنے سوا؟
اے جہاں زاد
ہے ہر عشق سوال ایسا کہ عاشق کے سوا
اس کا نہیں کوئی جواب
یہی کافی ہے کہ باطن کی صدا گونج اٹھے
اے جہان زاد
مرے گوشہ باطن کی صدا ہی تھی
مرے فن کی ٹھٹھرتی ہوئی صدیوں کے کنارے گونجی
تیری آنکھوں کے سمندر کا کنارا ہی تھا
صدیوں کا کنارا نکلا
یہ سمندر جو مری ذات کا آئینہ ہے
یہ سمندر جو مرے کوزوں کے بگڑے ہوئے
بنتے ہوئے سیماؤں کا آئینہ ہے
یہ سمندر جو ہر اک فن کا
ہر اک فن کے پرستار کا
آئینہ ہے

◆◆◆

KitaabPoint.blogspot.com

سمندر کی تہ میں

سمندر کی تہ میں
سمندرو کی سنگین تہ میں
ہے صندوق
صندوق میں ایک ڈبیا میں ڈبیا میں ڈبیا
میں کتنے معانی کی صبحیں
وہ صبحیں کہ جن پر رسالت کے در بند
اپنی شعاعوں میں جکڑی ہوئی کتنی سہمی ہوئی!
(یہ صندوق کیوں کر گرا؟
نہ جانے کسی نے چرایا؟
ہمارے ہی ہاتھوں سے پھلا؟
پھسل کر گرا
سمندر کی تہ میں مگر کب؟
ہمیشہ سے پہلے
ہمیشہ سے بھی سالہا سال پہلے؟)
اور اب تک ہے صندوق کے گرد
لفظوں کی راتوں کا پہرا
وہ لفظوں کی راتیں
جو دیووں کی مانند

KitaabPoint.blogspot.com

پانی کے لسداودیوں کے مانند
یہ لفظوں کی راتیں
سمندر کی تہ میں تو بستی نہیں ہیں
مگر اپنے لاریب پیہرے کی خاطر
وہیں رینگتی ہیں
شب و روز
صندوق کے چارسو رینگتی ہیں
سمندر کی تہ میں
بہت سوچتا ہوں
کبھی یہ معانی کی پاکیزہ صبحوں کی پریاں
رہائی امید میں
اپنے غواص جادوگروں کی
صدائیں سنیں گی؟

◆◆◆

KitaabPoint.blogspot.com

سفرنامہ

اسے ضد کہ نور کے ناشتے میں شریک ہوں!

ہمیں خوف تھا سحر ازل

کہ وہ خود پرست نہ رکو لے

ہمیں اپنی راہ دراز سے

کہیں کامرانی نو کے عیش و سرور میں

ہمیں روک لے

نہ خلا کے پہلے جہاز سے

جو زمیں کی سمت رحیل تھا

ہمیں یہ خبر تھی بیان و حرف کی خواسے

ہمیں یہ خبر تھی کہ اپنی صوت گلو اسے

ہے ہر ایک شے سے عزیز تر

ہمیں اور کتنے ہی کام تھے (تمہیں یاد ہے؟)

ابھی پاسپورٹ لیے نہ تھے

ابھی ریزگاری کا انتظار تھا

سوٹ کیس بھی ہم نے بند کیے نہ تھے

اسے ضد کہ نور کے ناشتے میں شریک ہوں

وہ تمام ناشتہ

اپنے آپ کی گفتگو میں لگا رہا

KitaabPoint.blogspot.com

"ہے مجھے زمیں کے لیے خلیفہ کی جستجو
کوئی نیک خو
جو مرا ہی عکس ہو ہو بہو"
تو امیدواروں کے نام ہم نے لکھا دیے
اور اپنا نام بھی ساتھ ان کے بڑھا دیا!
"مری آرزو ہے شجر حجر
مری راہ میں شب و روز
سجدہ گزار ہوں
مری آرزو ہے کہ خشک و تر
مری آرزو میں نزار ہوں
مری آرزو ہے کہ خیر و شر
مرے آستاں پہ نثار ہوں
مری آرزو مری آرزو"
شجر و حجر تھے نہ خشک و تر
نہ ہمیں تھیں مستی خیر و شر
ہمیں کیا خبر؟
تو تمام ناشہ چپ رہے
وہ جو گفتگو کا دھنی تھا
آپ ہی گفتگو میں لگا رہا!
بڑی بھاگ دوڑ میں
ہم جہاز پکڑ سکے

KitaabPoint.blogspot.com

اسی انتشار میں کتنی چیزیں
ہماری عرش پہ رہ گئیں
وہ تمام عشق وہ حوصلے
وہ مسرتیں وہ تمام خواب
جو سوٹ کیسوں میں بند تھے!

◆◆◆

KitaabPoint.blogspot.com

''آپ'' کے چہرے

''آپ'' ہم جس کے قصیدہ خواں ہیں
وصل البتہ ولیکن کے سوا
اور نہیں
''آپ'' ہم مرثیہ خواں ہیں جس کے
ہجر البتہ ولیکن کے سوا اور نہیں
''آپ'' دو چہروں کی ناگن کے سوا اور نہیں
روز ''البتہ'' مرے ساتھ
پرندوں کی سحر جاگتے ارمانوں کے بستر سے اٹھا
سیر کی، غسل کیا
اور مرے ساتھ ہی صبحانہ کیا
بے سرے گیت بھی گائے
یونہی ''لیکن'' بھی مرے ساتھ
کسی بوڑھے جہاں گرد کے مانند
لڑھکتا رہا، لنگڑاتا رہا
شام ہوتے ہی وہ ان خوف کے پتلوں کی طرح
جو زمانے سے، کسی شہر میں مدفون چلے آتے ہوں
ناگہاں نیندوں کی الماری میں پھر ڈھیر ہوئے
ان کی خرانٹوں نے شب بھی مجھے سونے نہ دیا

KitaabPoint.blogspot.com

''آپ'' البتہ ولیکن کے سوا اور نہیں

بارہا ایک ہی وہ چہرہ وہ ''البتہ''
جسی جانتے ہو
دن کی بیہودہ تگ وتاز میں
یا شور کے ہنگام من وتوئی میں
نوحہ گر ہوتا ہے ''لیکن'' پہ کہ موجود نہیں
بارہا ایک ہی وہ چہرہ وہ ''لیکن''
جسے پہچانتے ہو
اپنے سناٹے کے بالینوں پر
اپنی تنہائی کے آئینوں میں
آپ ہی جھولتا ہے
قہقہے چیختا ہے
اپنے البتہ کی حالت پہ کہ موجود نہیں
آؤ البتہ ولیکن کو
کہیں ڈھونڈ نکالیں پھر سے
ان کے بستر پہ نئے پھول بچھائیں
جب وہ پھر وصل پہ آمادہ نظر آئیں
تو (ہم آپ) کسی گوشے میں چپ چاپ سرک جائیں!

◆◆◆

KitaabPoint.blogspot.com

مریل گدھے

تلاش کہنہ، گرسنہ پیکر
برہنہ، آوارہ، رہگزاروں میں پھرنے والی
تلاش مریل گدھے کے مانند
کس دریچے سے آ لگی ہے؟
غموں کی برفان میں بھٹک کر
تلاش زخمی ہے
رات کے دل پر اس کی دستک
بہت ہی بے جان پڑ رہی ہے
(گدھے بہت ہیں کہ جن کی آنکھوں میں برف گالے لرز رہے ہیں)
ہوا کے ہاتھوں میں تازیانہ
تمام عشقوں کو راستے سے
(تلاش کو بھی)
بھگا رہی ہے
(تلاش کو عشق کہہ رہی ہے)
یہ رات ایسی ہے
حرف جس میں لبوں سے نکلیں
تو برف بن کر
وہ برف پارے کہ جن کے اندر

KitaabPoint.blogspot.com

ہزار پتھرائی ہجر راتیں

ہزار پتھرائی ہجر راتوں کے بکھرے پنجر

دبے ہوئے ہوں

تلاش کیا کہہ رہی ہے؟

(دیکھو مری کہانی میں رات کے تین بج چکے ہیں

اگر میں بے وزن ہو چکی ہوں

اگر میں مریل گدھا ہوں

مجھ کو معاف کر دو)

تلاش ہی وہ ازل سے بوڑھا گدھا نہیں ہے

دھکیل کر جس کو برف گالے

گھروں کے دیوار و در کے نیچے لٹا رہے ہیں

گدھے بہت ہیں جہاں میں (ماضی سے آنے والے

جہاز کا انتظار مثلاً)

(اور ایسے مثلاً میں ثائے ساکن!)

یہ اجتماعی حکایتیں' ایتیں' کشاکش

یہ داڑھیوں کا' یہ گیسوؤں کا ہجوم مثلاً

یہ الوؤں کی' گدھوں کی عفت پہ نکتہ چینی

یہ بے سرے راگ ناقدروں کے

یہ بے یقینی

یہ ننگی رانیں' یہ عشق بازی کی دھوم مثلاً

تمام مریل گدھے ہیں

KitaabPoint.blogspot.com

(مریل گدھے نہیں کیا؟)

دریچہ کھولو

کہ برف کی لے

نئے توانا گدھوں کی آواز ساتھ لائے

تمہاری روحوں کے چیتھڑوں کو سفید کر دے!

◆◆◆

KitaabPoint.blogspot.com

میں کیا کہہ رہا تھا؟

میں تنہائی میں کر رہا تھا
پرندوں سے باتیں
میں یہ کہہ رہا تھا
''پرندو، نئی حمد گاؤ
کہ وہ بول جو اک زمانے میں
بھونروں کی بانہوں پہ اڑتے ہوئے
باغ کے آخری موسموں تک پہنچتے تھے
اب راستوں میں جھلسنے لگے ہیں
نئی حمد گاؤ!''
پرندے لگاتار، لیکن
پرندے ہمیشہ سے اپنے ہی عاشق
سراسر وہی آسماں چیختے تھے
میں یہ کہہ رہا تھا
''گنہ گار دل!
کون جانے کہ کس ہاتھ نے
ہمیں اپنی یادوں کی لمبی قطاروں
کی زنجیر میں
کب سے بے دست و پا کر دیا ہے؟

KitaabPoint.blogspot.com

وہ ماضی، کبھی ہانپتے تھے
جو گھوڑوں کے مانند
اب نافراموش گاری کے صحنوں میں
لنگڑا رہے ہیں
میں یہ کہہ رہا تھا:
''مرے عشق کے سامنے
جنتری کے ورق اب زیادہ نہ پلٹو
کہ یہ آئنوں کے طلسموں کے مانند
تاریخ کو بار ہا رٹ چکی ہے
مگر دل کا تنہا پیمبر
کبھی اپنی تکرار کا ہمہمہ گائے ممکن نہیں
کبھی اپنی ہی گونج بن جائے ممکن نہیں
وہی میرے دل کا پیمبر
کہ جس نے دیا ایسا روشن کیا
کہ راتوں کی نیندیں اچٹنے لگیں
وہ خود کو الٹ کر پلٹ کر پرکھنے لگیں''
میں یہ کہہ رہا تھا
''سناتی ہیں جب شہر میں بلیاں
اپنی جفتی کی معصوم باتیں
تو جنگل کے ہاتھی (مقدس درختوں کے ریشوں میں الجھے ہوئے)
کیوں اگلتے ہیں دن رات

KitaabPoint.blogspot.com

آیات کی قربتیں
کہ ان بلیوں کے گنہ گار، معصوم دل سہم جائیں؟"
میں یہ کہہ رہا تھا
"درختو، ہواؤں کو تم کھیل جانو تو جانو
مگر ہم رہگزاروں میں کیسے
نئے دن کی دزدیدہ آہٹ کبھی سن سکیں گے؟
نہیں صرف پتھر ہی بے غم ہے پتھر کی ناگفتگی پر!
درختوں، ہوا کتنی تیزی سے گزری
تمہارے برہنہ بدن سے
کہ اس میں روایات
سرگوشیاں کر رہی تھیں
درختو، بھلا کس لیے نام اپنا
کئی بار دہرا رہے ہو؟
یہ شیشم، یہ شمشی، یہ شی شی ی ی یمگر تم کبھی شی ی ی رجھی کہہ سکو گے؟"
میں یہ کہہ رہا تھا

◆◆◆

KitaabPoint.blogspot.com

نیا ناچ

میں کھڑا ہوں کئی صدیوں سے
کسی سوکھی ہوئے خوشہ گندم کے تلے
(صبح جس کی سرآدم سے ہوئی)
اے خدا اپنی سیہ آنکھوں کے سیلاب سے پھر دھوڈال مجھے
کہ میں پھر آگے بڑھوں
اس سے پہلے کہ ترے گیسوؤں کی تاب
پہ جم جائے اساطیر کی گرد
اس سے پہلے کہ نگل جائے
مجھے اپنا ہی درد
اے خدا پھر سے انڈیل
میرے اس خالی پیالے میں
گناہوں کی شراب
تا کہ ایمان کے آنکھوں سے نہاں باغوں میں
انھی لونگوں کے شگوفوں کا وہ غوغا ابھرے
انھی ریحانوں کی خوشبوؤں کا بلوا پھوٹے
ابد اجس کی کبھی
بستر آدم سے ہوئی!
میں کھڑا ہوں کئی صدیوں سے خدا

KitaabPoint.blogspot.com

اور مرے ہاتھوں کی گہرائی سے
پھر مہ و سال کی فریاد سنائی دی ہے
یہی فریاد سنی تھی
کہ انھی ہاتھوں کی دارائی سے
میں نے الفاظ کی احباب کی
اک بزم سجا ڈالی تھی
جو بہت بڑھتی گئی بڑھتی گئی
بڑھتی چلی جائے گی
کیسی اک بزم سجاؤ ڈالی تھی
اے خدا تو بھی ذرا
اپنے گل دلا سے اٹے جوتے اتار
اور اس بزم میں آ
تا کہ الفاظ یہ احباب
جو چوہوں کی طرح ہاتھ نہیں آتے ہیں
پھر ترے پاؤں کی ہر تاپ کے ساتھ
اپنے مہجور معانی سے ہے بغل گیر
نیا ناچ رچائیں
نیا ناچ رچائیں

◆◆◆

KitaabPoint.blogspot.com

یاران سرپل

انہونیوں کے خواب سے
انہونیوں کے مرحلہ تاب سے
جاگے ہوئے کچھ لوگ
اب ہونیوں کے پل پہ کھڑے کانپتے ہیں
کندھوں پہ اٹھائے ہوئے نعروں کے بیاباں
اک گونج ابھی ان کے تعاقب میں ہے
یہ جس سے ہیں ہر دم لرزاں
(کیا یہ ہے سزا ان کی
جو زیبائی کو
یا نور کو
یا ہست کی دارائی کو
برباد کریں؟)
ہم کیسے سزا یافتہ ہیں!
ان لوگوں میں اک میں بھی ہوں
میں ان کے سوا کچھ بھی نہیں ہوں
ٹوٹے ہوئے اس پل سے لگے دوستو
ہم کیسے سزا یافتہ ہیں
ہاں آؤ کہ پھر

KitaabPoint.blogspot.com

حافظے کے بجھتے الاؤ میں تلاشیں
وہ زخم کہ جو رس نہ سکے تھے
پھر پل کے کٹہرے سے لگے
اپنے گناہوں کی صدائیں ناپیں
دریا کے سیہ جھاگ میں
دیکھی تھیں کبھی تیرتی لاشیں
اب اپنے وجودوں کے حبابوں کو بکھرتا پائیں
ہم کیسے سزا یافتہ ہیں!
اے پل سے لگے دوستو
تم ہرزہ سرائی کی بلندی سے چھلانگے تھے
مگر حیف
کھل پائے نہ صرصر میں تمہارے چھاتے
(بے چارگی برگ جو آغوشِ ہوا میں رہ جائے!)
اتنا نہ ہوا اپنی خبر ہی لاتے!

ہم چپ ہیں، مگر
لفظ ہمیں بول رہے ہیں
الفاظ یہ کہتے ہیں:
''سرابوں کی تپش پیتے رہے ہو
شبنم کی ہوس جیتے رہے ہو
صحرا ہی کو اب شبنموں کے خواب دکھاؤ!

KitaabPoint.blogspot.com

مانا کہ کسی نے وہ تنہ پھینکا ہے پل پر
گم جس سی ہے آیندہ کا پرتو ہم سے
پھیلے ہوئے لمحوں میں الجھ جانے کا ڈر ہے
(اک وقت ہے لیکن
جو ابھی زندہ ہے
سایوں کی طرح مردہ نہیں ہے)
ہاں لفظ ہمیں بول رہے ہیں
گزری ہوئی تاریخیں کبھی یاد دلاتے ہیں
کبھی راہ میں ٹھہرے ہوئے
سب نقطے لکیریں
یہ لفظ ہیں اس وقت کے بارے میں یہی جانتے ہیں
جو ایک ہے اور جس کا کوئی نام نہیں ہے!
خورشید کو نومید تھا
گھر لوٹ گیا تھا
اب اپنے طلوعوں کی ذکاوت کو (کہ جس سے ہین سیہ تاب
ہمارے چہرے)
پھر ہم سے چھپالے نہیں
یہ ہو نہیں سکتا
اے دوستو
اب آؤ کہ اس پل پہ کھڑے
پاؤں میں بے مہری کی زنجیریں

KitaabPoint.blogspot.com

کہیں سخت نہ ہو جائیں!

بس آؤ

کہ پھر شہر کو لوٹیں

کہتے ہیں کہ ہر شعر و ہیں نغمہ و ہیں ہے

انہونیاں پھر راستہ کاٹیں، نہیں

یہ ہو نہیں سکتا

اے شہر ہم آئے

فانوسوں کے میلوں کے

جواں میوہ فروشوں کے

جواں شہر

اے ہست کے صحنوں میں

نئے سجدہ گزاروں کے

جہاں شہر

اے میری اذاں شہر!

◆◆◆

KitaabPoint.blogspot.com

مجھے وداع کر

مجھے وداع کر

اے میری ذات، پھر مجھے وداع کر

وہ لوگ کیا کہیں گے، میری ذات

لوگ جو ہزار سال سے

مرے کلام کو ترس گئے؟

مجھے وداع کر

میں تیرے ساتھ

اپنے آپ کو سیاہ غار میں

بہت پناہ لے چکا

میں اپنے ہاتھ پاؤں

دل کی آگ میں تپا چکا

مجھے وداع کر

کہ آدگل کے آنسوؤں

کی بے صدائی سن سکوں

حیات و مرگ کا سلام روستائی سن سکوں

میں روز و شب کے دست و پا کی نارسائی سن سکوں!

مجھے وداع کر

بہت ہی دیر دیر جیسی دیر ہو گئی

KitaabPoint.blogspot.com

کہ اب گھڑی میں بیسویں صدی کی رات بج چکی
شجر حجر وہ جانور وہ طائران خستہ پر
ہزار سال سے جو نیچے ہال میں زمین پر
مکالمے میں جمع ہیں
وہ کیا کہیں گے؟ میں خداؤں کی طرح
ازل کے بے وفاؤں کی طرح
پھرا پنے عہد ہمدمی سے پھر گیا؟
مجھے وداع کر اے میری ذات

تو اپنے روزنوں کے پاس آ کے دیکھ لے
کر ذہن ناتمام کی مسافتوں میں پھر
ہراس کی خزاں کے برگ خشک یوں بکھر گئے
کہ جیسے شہر ہست میں
یہ نیستی کی گرد کی پکار ہوں
لہو کی دلدلوں میں
حادثوں کے زہر پر اتر گئے
تو پانے روزنوں کے پاس آ کے دیکھ لے
کہ مشرقی افق پہ عارفوں کے خواب
خواب قہوہ رنگ میں
امید کا گزر نہیں
کہ مغربی افق پہ مرگ رنگ و نور پر

KitaabPoint.blogspot.com

کسی کی آنکھ تر نہیں
مجھے وداع کر
مگر نہ اپنے زینوں سے اتر
کہ زینے جل رہے ہیں بے ہشی کی آگ میں
مجھے وداع کر، مگر نہ سانس لے
کہ رہبران نو
تری صدا کے سہم سے دبک نہ جائیں
کہ تو سدا رسالتوں کا باران پہ ڈالتی رہی
یہ باران کا ہول ہے!
وہ دیکھ، روشنی کے دوسری طرف
خیال کاغذوں کی بالیاں بنے ہوئے
حروف بھاگتے ہوئے
تمام اپنے آپ ہی کو چاٹتے ہوئے
جہاں زمانہ تیز تیز گامزن
وہیں یہ سب زمانہ باز
اپنے کھیل میں مگن
جہاں یہ بام و در لپک رہے ہیں
بارشوں کی سمت
آرزو کی تشنگی لیے
وہیں گمان کے فاصلے ہیں راہزن

KitaabPoint.blogspot.com

مجھے وداع کر

کہ شہر کی فصیل کے تمام در ہیں وا ابھی

کہیں وہ لوگ سو نہ جائیں

بوریوں میں ریت کی طرح

مجھے اے میری ذات

اپنے آپ سے نکل کے جانے دے

کہ اس زباں بریدہ کی پکار اس کی ہاؤ ہو

گلی گلی سنائی دے

کہ شہر نو کے لوگ جانتے ہیں

(کاسۂ گرسنگی کے لیے)

کہ ان کے آب و نان کی جھلک ہے کون؟

میں ان کے تشنہ باغچوں میں

اپنے وقت کے دھلائے ہاتھ سے

نئے درخت اگاؤں گا

میں ان کے سیم و زر سے ان کے جسم و جاں سے

کولتار کی تہیں ہٹاؤں گا

تمام سنگ پارہ ہائے برف

ان کے آستاں سے میں اٹھاؤں گا

انھی سے شہر نو کے راستے تمام بند ہیں

مجھے وداع کر

KitaabPoint.blogspot.com

کہ اپنے آپ میں
میں اتنے خواب جی چکا
کہ حوصلہ نہیں
میں اتنی بار اپنے زخم آپ سی چکا
کہ حوصلہ نہیں

◆◆◆

KitaabPoint.blogspot.com

آ لگی ہے ریت

آ لگی ہے ریت دیواروں کے ساتھ
سارے دروازوں کے ساتھ
سرخ اینٹوں کی چھتوں پر رینگتی ہے
نیلی نیلی کھڑکیوں سے جھانکتی ہے
ریت رک جا
کھیل تہ کر لیں
سنہرے تاش کے پتوں سے
درزوں، روزنوں کو بند کر لیں
ریت
رک جا
ست برساتیں کہ جن پر دوڑ پڑنا
جن کو دانتوں میں چبا لینا
کوئی مشکل نہ تھا
تو نے وہ ساری نگل ڈالی ہیں رات
رات ہم ہنستے رہے، اے ریت
تو دیوانی بلی تھی جو اپنی دم کے پیچھے
گھومتی جاتی تھی
اس کو چاٹتی جاتی تھی رات!

KitaabPoint.blogspot.com

ریت کی اک عمر ہے اک وقت ہے
لیکن ہمیں
خود سے جدا کرتی چلی جاتی ہے ریت
باگہاں ہم سب پہ چھا جانے کی خاطر
یہ ہماری موت بن کر تازہ کر دیتی ہے
یادیں دور کر (یادیر کر)
ریت کو مٹھی میں لے کر دیکھتے ہیں
اپنی پوروں سے اسے چھنتے ہوئے
ہم دیکھتے ہین
اپنے پاؤں میں پھسلتے دیکھتے ہیں
ریت پر چلتے ہوئے
اپنے گیسواس سے اٹ جاتے ہیں
بھر جاتے ہیں پیراہن
ہمارے باطنوں کو چیرتی جاتی ہے ریت
پھیلتی جاتی ہے جسم وجاں کے ہر سو
ہم پہ گھیرا ڈالتی جاتی حے
ریت
ریت اک مثبت نفی تھی
ریت سرحد تھی کبھی
ریت عارف کی اذیت کا بدل تھی
آنسوؤں کی غم کی پہنائی تھی

KitaabPoint.blogspot.com

اپنی جو یائی تھی ریت

ریت میں "ہر کس" تھے ہم

دوسرا کوئی نہ تھا

ریت وہ دنیا تھی جس پر

دشمنوں کی مہر لگ سکتی نہ تھی

اس کو اپنا تک کوئی سکتا نہ تھا

ریت پر ہم سن رہے ہیں آج

پیرانہ سری کی، اپنی تنہائی

کی چاپ

دن کے ساحل پر اتر کر

آنے والی رات کے تودے لگاتی جا رہی ہے

ناگہاں کے بے نہایت کو اڑا لائی ہے

ریت

دل کے سونے پن میں در آئی ہے

ریت!

◆◆◆

KitaabPoint.blogspot.com

حسن کوزہ گر (۳)

جہاں زاد

وہ حلب کی کارواں سرا کا حوض، رات وہ سکوت

جس میں ایک دوسرے سے ہم کنار تیرتے رہے

محیط جس طرح ہو دائرے کے گرد حلقہ زن

تمام رات تیرتے رہے تھے ہم

ہم ایک دوسرے کے جسم و جاں سے لگ کے

تیرتے رہے تھے ایک شاد کا خوف سے

کہ جیسے پانی آنسوؤں میں تیرتا رہے

ہم ایک دوسرے سے مطمئن زوال عمر کے خلاف

تیرتے رہے

تو کہہ اٹھی ''حسن یہاں بھی کھینچ لائی

جاں کی تشنگی تجھے''

(لو اپنی جاں کی تشنگی کو یاد کر رہا تھا میں

کہ میرا حلق آنسوؤں کی بے بہا سخاوتوں

سے شاد کام ہو گیا!)

مگر یہ وہم دل میں تیرنے لگا کہ ہو نہ ہو

مرا بدن کہیں حلب کے حوض ہی میں رہ گیا

نہیں، مجھے دوئی کا واہمہ نہیں

KitaabPoint.blogspot.com

کہ اب ربط جسم و جاں کا اعتبار ہے مجھے

یہی وہ اعتبار تھا

کہ جس نے مجھ کو آپ میں سمو دیا

میں سب سے پہلے "آپ" ہوں

اگر ہمیں ہوں تو ہو اور میں ہوں پھر بھی میں

ہر ایک شے سے پہلے آپ ہوں!

اگر میں زندہ ہوں تو کیسے "آپ" سے دغا کروں؟

کہ تیری جیسی عورتیں، جہاں زاد

ایسی الجھنیں ہیں

جن کو آج تک کوئی نہیں "سلجھ" سکا

جو میں کہوں کہ میں "سلجھ" سکا تو سر بسر

فریب اپنے آپ سے!

کہ عورتوں کی ساخت ہے وہ طنز اپنے آپ پر

جواب جس کا ہم نہیں

(لبیب کون ہے؟ تمام رات جس کا ذکر

تیرے لب پہ تھا

وہ کون تیری گیسوؤں کو کھینچتا رہا

لبوں کو نوچتا رہا

جو میں کبھی نہ کر سکا

نہیں یہ سچ ہے میں ہوں یا لبیب ہو

رقیب ہو تو کس لیے تری خود آگہی کی بے ریا نشاط ناب کا

KitaabPoint.blogspot.com

جو صد نوا و یک نوا خرام صبح کی طرح
لبیب ہر نوائے سازگار کی نفی سہی!)
مگر ہمارا رابطہ وصال آب و گل نہیں، نہ تھا کبھی
وجود آدمی سے آب و گل سدا بروں ہے
نہ ہر وصال آب و گل سے کوئی جام یا سبو ہی بن سکا
جوان کا ایک واہمہ ہی بن سکے تو بن سکے!

جہاں زاد
ایک تو اور ایک وہ اور ایک میں
یہ تین زاویے کسی مثلث قدیم کے
ہمیشہ گھومتے رہے
کہ جیسے میرا چاک گھومتا رہا
مگر نہ اپنے آپ کا کوئی سراغ پا سکے
مثلث قدیم کو میں توڑ دوں، جو تو کہے، مگر نہیں
جو سحر مجھ پہ چاک کا وہی ہے اس مثلث قدیم کا
نگاہیں میرے چاک کی جو مجھ کو دیکھتی ہیں گھومتے ہوئے
سبو و جام پر ترا بدن، ترا ہی رنگ، تیری نازکی
برس پڑی
وہ کیمیا گری ترے جمال کی برس پڑی
میں سیل نور اندروں سے ڈھل گیا!
مرے دروں کی خلق یوں گلی گلی نکل پڑی

KitaabPoint.blogspot.com

کہ جیسے صبح کی اذاں سنائی دی

تمام کوزے بنتے بنتے ''تو'' ہی بن کے رہ گئے

نشاط اس وصال رہ گزر کی ناگہاں مجھے نگل گئی

یہی پیالہ وصراحی وسبو کا مرحلہ ہے وہ

کہ جب خمیر آب وگل سے وہ جدا ہوے

تو ان کو سمت راہ نو کی کامرانیاں ملیں

(میں اک غریب کوزہ گر

یہ انتہائے معرفت

یہ ہر پیالہ وصراہی وسبو کی انتہائے معرفت

میں ہوں اس کیا کیا خبر؟)

جہاں زاد

انتظار آج بھی مجھے ہے کیوں وہی مگر

جو نو برس کے دور ناسزا میں تھا؟

اب انتظار آنسوؤں کے دجلہ کا

نہ گمرہی کی رات کا

دشت گنہ کی لذتوں کا اتنا ذکر کر چکا

وہ خود گناہ بن گئیں!)

حلب کی کارواں سرا کے حوض کا' نہ موت کا

نہ اپنی اس شکست خوردہ ذات کا

اک انتظار بے زماں کا تار ہے بندھا ہوا!

کبھی جو چند ثانیے زمان بے زماں میں آ کے رک گئے

KitaabPoint.blogspot.com

تو وقت کا یہ بار میرے سر سے بھی اتر گیا
تمام رفتہ و گزشتہ صورتوں، تمام حادثوں کے ست قافلے
مرے دروں میں جاگ اٹھے
مرے دروں میں اک جہان بازیافتہ کی ریل پیل جاگ اٹھی
بہشت جیسے جاگ اٹھے خدا کے لاشعور ہیں
میں جاگ اٹھا غنودگی کی ریت پر پڑا ہوا
غنودگی کی ریت پر پڑے ہوئے وہ کوزے جو
مرے وجود سے بروں
تمام ریزہ ریزہ ہو کے رہ گئے تھے
میرے اپنے آپ سے فراق میں
وہ پھر سے ایک کل بنے، (کسی نوائے سازگار کی طرح)
وہ پھر سے ایک رقص بے زماں بنے
وہ رویت ازل بنے!

◆◆◆

KitaabPoint.blogspot.com

اندھا کباڑی

شہر کے گوشوں میں ہیں بکھرے ہوئے
پاشکستہ سر بریدہ خواب
جن سے شہر والے بے خبر
گھومتا ہوں شہر کے گوشوں میں روز و شب
کہ ان کو جمع کر لوں
دل کی بھٹی میں تپاؤں
جس سے چھٹ جائے پرانا میل
ان کے دست و پا پھر سے ابھر آئیں
چمک اٹھیں لب و رخسار و گردن
جیسے نو آراستہ دولھوں کے دل کی حسرتیں
پھر سے ان خوابوں کو سمت رہ ملے

''خواب لے لو خواب''
صبح ہوتے چوک میں جا کر لگاتا ہوں صدا
''خواب اصلی ہیں کہ نقلی؟''
یوں رکھتے ہیں کہ جیسے ان سے بڑھ کر
خواب داں کوئی نہ ہو
خواب گر میں بھی نہیں

KitaabPoint.blogspot.com

صورت گر ثانی ہوں بس

شام ہو جاتی ہے

میں پھر سے لگاتا ہوں صدا

مفت لے لو مفت' یہ سونے کے خواب"

"مفت" سن کر اور ڈر جاتے ہیں لوگ

اور چپکے سے سرک جاتے ہیں لوگ

"دیکھنا' یہ "مفت کہتا ہے

کوئی دھوکا نہ ہو؟

اب کوئی شعبدہ پنہاں نہ ہو؟

گھر پہنچ کر ٹوٹ جائیں

یا پگھل جائیں یہ خواب؟

بھک سے اڑ جائیں کہیں

یا ہم پہ کوئی سحر کر ڈالیں یہ خواب

جی نہیں کس کام کے؟

ایسے کباڑی کے یہ خواب

ایسے نابینا کباڑی کے یہ خواب"

رات ہو جاتی ہے

خوابوں کے پلندے سر پہ رکھ کر

منہ بسورے لوٹتا ہوں

رات بھر پھر بڑبڑاتا ہوں

"یہ لے لو خواب"

KitaabPoint.blogspot.com

اور لے لو مجھ سے ان کے دام بھی

خواب لو خواب

خواب میرے خواب

خواااب اب

ان کے داااام بھی ی ی ی"

◆◆◆

KitaabPoint.blogspot.com

بات کر

بات کر مجھ سے

مجھے چہرہ دکھا میرا کہ ہے

تیری آنکھوں کی تمازت ہی سے وہ جھلسا ہوا

بات کر مجھ سے

مرے رخ سے ہٹا پردہ

کہ جس پر ہے ریاکاری کے رنگوں کی دھنک پھیلی ہوئی

وہ دھنک جو آرزومندی کا آئینہ نہیں

بامدادِ شوق کا زینہ نہیں!

تو نے دیکھا تھا کہ کل میں (اک گداگر)

صبح کی دیوار کے سائے تلے ٹھٹھرا ہوا پایا گیا

تیری آنکھیں، تیرے لب تکتے رہے

ان کی گرمی پر یقیں کیسے مجھے آتا کہ میں

اپنے دل کے حادثوں کی تہہ میں تھا

یادوں سے غزالایا ہوا

بات کر مجھ سے

کہ اب شب کے سحر بننے میں

کوئی فاصلہ باقی نہیں

بات کر مجھ سے کہ تیری بات

KitaabPoint.blogspot.com

خط نسخ ہو بر روئے مرگ

اب اتر جا چشم و گوش و لب کے پار

اجڑے شہر کی گزرگاہوں پہ

آوازوں کی قندیلیں اتار

راز کی لہریں

ابھر آئیں قطار در قطار!

◆◆◆

KitaabPoint.blogspot.com

رات شیطانی گئی

رات شیطانی گئی

ہاں مگر تم مجھ کو الجھاؤ نہیں

میں نے کچل ڈالے ہیں کتنے خوف

ان پاکیزہ رانوں کے تلے

(کر رہا ہوں عشق سے دھوئی ہوئی

رانوں کی بات

رات شیطانی گئی تو کیا ہوا؟

◆◆◆

KitaabPoint.blogspot.com

نئے گناہوں کے خوشے

ندی کنارے درخت
بلور بن چکے ہیں
درخت، جن کی طناب شاخوں
پہ مرگ ناگاہ کی صدا
رینگتی رہی تھی
درخت بلور کی صلیبیں
لہو میں لتھڑے ہوئے زمانوں میں گڑ گئی ہیں!
ہوا جو فرمان کی پیروی میں
یہ اپنی افسوں زدہ نگاہوں سے دیکھتے ہیں
مگر ہوا کے لیے کبھی سر نہیں جھکاتے

کہو یہ سچ ہے
کہ اب بھی بارش میں ان کے آنسو
سکوت بن کر پکارتے ہیں؟
نکلتے سورج کو دیکھتے ہین
یہ ستر اپنا، عیوب اپنے سنوارتے ہیں؟
نہیں
روایت کی لوریاں نے

KitaabPoint.blogspot.com

کلام کی روشنی کو ان پر

سلا دیا ہے

کہو یہ سچ ہے

کہ ان آنکھوں

کی بجلیاں اب بھی گھومتی ہیں؟

غروب ہوتی افق کے شہروں کے بام و در کو

نہیں

کہ الہام کی سخاوت کے ساتھ

ان تک رسا نہیں ہیں!

کہو یہ سچ ہے

ابھی پرندے رسول بن کر

دلوں پر ان کے

دلوں پر ان کے

اک آنے والے وصال کے خواب اتارتے ہیں؟

خیال جو دور دور سے وہ سمیٹ لائے

تمام ان پر نثار تے ہیں؟

نہیں

پرندوں کے ان رسولوں کے

خواب اپنے

خیال اپنے

غضب کے ٹھنڈے الاؤ میں جان

KitaabPoint.blogspot.com

دے چکے ہیں!
تو شاید ایسا بھی ہو کسی دن
کہ ہر نئے راہرو سے پہلے
نئی طلب کے فشار ان کے
سمور جسموں کو چاک کر دیں!
تو شاید ایسا بھی ہو کسی دن
نئے گناہوں کے تازہ خوشوں
سے کھیتیوں کے مشام بھر دیں
وہ خوشے جن سے تمام چہرے
طلوع ہوتے ہیں ہر تہجد کی لو سے پہلے
وہ خوشے جن سے تمام بوسے
نسیم کی دلنوازی نو بنو سے پہلے

◆◆◆

KitaabPoint.blogspot.com

کلام ہنس نہیں رہا

کلام ہنس نہیں رہا
کلام کس طرح ہنسے؟
ہمارے ان پٹے ہوئے لطیفوں پر جو ہم اسے
سنا چکے ہیں بارہا
کلام کس طرح ہنسے
کلام اب پگھل رہا ہے رفتہ رفتہ
ان دلوں کی شمع کی طرح
جو چل چکے، جلا چکے
کلام جس کا ذکر کر رہے ہیں ہم
عجب بات ہے کلام بھی نہیں!
مگر اسے کلام کے سوا کہیں تو کیا کہیں؟
کہ اس کا اور کوئی نام بھی نہیں
ہم اس پہ کچھ فدا نہیں مگر اسے
جو رو کریں تو کیوں کریں؟
کہ یہ ہمارے جسم و جاں کو پالتا رہا
ہمارے ذہن و دل کو سالہا سے ڈھالتا رہا
یہ اب بھی ڈھالتا ہے اور ڈھالتا رہے گا
اور ہم یہ چاہتے بھی ہیں

KitaabPoint.blogspot.com

کلام ایک قرب ہے
ہمیشہ بعد کو پکارتا رہا
سمندروں کو دیکھتے ہو تم
وہ کس طرح سمندروں کے بعد کو پکارتے ہیں رات دن؟
اسی لیے صدائے مرگ
سن کے اپنے باطن نحیف میں
ہم آپ کراٹھے ہیں پھر سے ہست نو کی آرزو
وہ رات جو کبھی سیاہ جنگلوں کو
جنگلوں کی آنکھ سے چھپی ہوئی
مہورتوں کو چاٹتی رہی
وہ اب دلوں کو چاٹتی ہے' ان دلوں
کہ جن سے پھر سے جاگ اٹھی
حیات نو کی آرزو
وہ رات دن جس کے چاوشوں نے دیکھ پائے
وحشی قدیم کے نشاں پا
جو شرق و غرب میں نکل پڑا ہے
چور کی دلاوری لیے
ہم اپنے ماضی قریب کو مٹا تو دیں
مٹانا چاہتے بھی ہیں مگر
یہ دیکھتے ہو تم
خفیف سی صدا اٹھی' وہ ہانپنے لگا

KitaabPoint.blogspot.com

وہ خوف ہانکنے لگا

وہ اپنے ناخنوں کے جنگلوں سے

ہم کو جھانکنے لگا؟

وہ رات جو سیاہ جنگلوں کو چاٹتی رہی

وہ آج ہم پہ ایسے آئی ہے کہ جیسے آئے رات

کمسنوں پہ جو کسی بڑے فرج میں ناگہاں

اسیر ہو کے رہ گئے!

ہم آدمی کو پھر سے زندہ کر سکیں گے کیا؟

مگر وہ مرحلے

فسانہ و فسوں کے صد ہزار مرحلے

جو راہ میں پھر آئیں گے؟

تباہی یہ بتا کہ اور مرحلہ بھی ہے

کہ جس کو پار کر سکے گا آدمی؟

وہ دیکھ وحشی قدیم جو لہو سے

سوچتا رہا سدا

پھر آج رنگ و نور سے الجھ پڑا

اسی کا نغمہ ہے

جو سن رہے ہیں ریڈیو سے ہم

دھرم دھما دھما دھرم دھما دھرم

بتا وہ راستہ کہاں ہے جس سے پھر

جنوں کے خواب

KitaabPoint.blogspot.com

یا خرد کے خواب
یا سکوں کے خواب
لوٹ آئیں گے
بتا وہ راستہ کہاں؟

◆◆◆

KitaabPoint.blogspot.com

نیا آدمی

نوا اور ساز طرب

یہ ساز طرب میں نوائے تمنا

نوائے تمنا پہ کوچے کے لڑکوں کے پتھر

یہ پتھر کی بارش پہ ساز طرب کا سرور

نئی آگ سب سے مقدس ہمیں

ہم اس آگ کو کس کی آنکھوں کے معبد

پہ جا کر چڑھائیں؟

نئی آگ کے کس معنی بجھائیں؟

نئی آگ ہر چشم ولب کا سرور

نئی آگ سب کا سرور

روایت' جنازہ

خدا اپنے سورج کی چھتری کے نیچے کھڑا نالہ کرتا ہوا

جنازے کے ہمراہ چلتے ہوئے

گھر کے بے کار لوگوں کا شور وشغب

ریا کار لوگوں کو شور وشغب کا سرور

نئے آدمی کا نزول

اور اس پر غضب کا سرور

نئے آدمی کی اس آمد سے پہلے

KitaabPoint.blogspot.com

مہینوں کی بھوکے کئی بھڑیوں کیف غاں
(زمانے کی بارش میں بھیگے ہوئے بھیڑیے)
نئے لفظ و معنی کی بڑھتی ہوئی یک دلی
اور اس پر پرانے نئے بھیڑیوں کی فغاں
فغاں کا غضب اور غضب کا سرور

نئے آدمی کا ادب
ادب اور نیا آدمی
نئے آدمی کو طب کا سرور
نئے آدمی کے گماں بھی یقیں
گماں جن کا پایاں نہیں
گمانوں میں دانش
برہنہ درختوں میں بادِ نسیم
برہنہ درختوں کے دل چیرتی
نئے آدمی کا ادب
اور نئے آدمی کو ادب کا سرور

◆◆◆

KitaabPoint.blogspot.com

پانی کی آواز

صدائے پائے آب سن کے آج میں
ادب سے اٹھ کھڑا ہوا
''سلام اے حضور آپ آ گئے کرم کیا
کہ آپ حسن سے لدی ہوئی
شریر عورتوں سے بھی زیادہ
قابل وصال ہیں
ہم آپ ہی کے انتظار میں
سحر کے گرد
دوپہر کے آس پاس
مردہ رات کے نواح میں
ہمیشہ گھومتے رہے
ہم اپنے اونٹ رنگ باغیچوں کی
جھاڑیوں کو چھانتے رہے
کہ آپ ان میں چھپ گئے نہ ہوں کہیں
ہمیں یہی گمان تھا
مگر کوئی بھی اپنے خواب آپ انتخاب کر نہیں سکا
اسی طرح یہ آ کا درودنا گہاں بھی ہے
سمندروں میں بھی آپ ہیں

KitaabPoint.blogspot.com

بھاپ میں بھی آپ ہیں
کنووں میں بھی ہیں' مسجدوں
کی موئے زیر ناف سے اٹی ہوئی
شریف نالیوں میں بھی
تو آپ ہی کا راج' ہے
لہو میں بھی' شراب میں بھی آپ ہیں'
ہزار بار آنسوؤں کی دل نوازیوں میں بھی
دکھائی دی ہے
آپ کی جھلک ہمیں!
مگر یہ سچ ہے اس طرح مصاحبہ نہیں ہوا
نہ آپ آئے اس فسوں گری کے جاں ربا شکوہ سے'
نہ اس ادائے لحن سے' نہ اس حشم سے
آپ نے کبھی کرم کیا
نہ جب تک آپ آئے تھے
درخت' جن کی سرنوشت
سرکشی سوا نہیں آں
یہ سرنوشت بھول کر
جڑوں سے بھی کنارہ گیر ہو گئے
گھروں کے صحن صحن میں
سلگتے ایندھنوں پر اولیا کے استخواں
کا در در نگ ناچنے لگا

KitaabPoint.blogspot.com

قدم قدم پہ مرگھٹوں کی رات کا ضمیر
کانپنے لگا
اب آپ کے نزول سے
بس اتنا ہو
یہ ترش رو و تند خو یہ خشک سائے
اپنا آپ طنز بن کے راہیں لیں
مگر نہ ہو
ہمارے بام و در پلوں کو پھاند جائیں
گھروں کی میز کرسیاں
چھتوں پہ تیرنے لگیں
ہمارے کمسنوں کے پیرہن
افق کی چوٹیوں سے جا لگیں
کریم عورتوں کے دست و در
کرم کے سیل بے حساب میں غروب ہوں
ہماری سادہ الفتوں کے روز و شب
خدا کے لاشعور میں دبے رہیں
یہ مرگ آزما درخت، جانور، یہ رہگزر
پیمبروں کے واہمے کی کیمیا گری بنیں، یہ کم نمود آدمی
جو بے ثبات کی نفی بنیں!

◆◆◆

KitaabPoint.blogspot.com

شہر میں صبح

مجھے فجر آئی ہے شہر میں
مگر آج شہر خموش ہے
کوئی شہر ہے
کسی ریگ زار سے جیسے اپنا وصال ہو
نہ صدائے سگ ہے نہ پائے دزد کی چاپ ہے
نہ عصائے ہمت پاسباں
نہ اذان فجر سنائی دے
اب وجد کی یاد صلائے شہر
نوائے دل
مرے ہم رکاب ہزار ایسی بلائیں ہیں!
(اے تمام لوگو!
کہ میں جنھیں کبھی جانتا تھا
کہاں ہو تم؟
تمھیں رات سونگھ گئی ہے کیا
کہ ہو دور قید غنیم میں؟
جو نہیں ہیں قید غنیم میں
وہ پکار دیں!)

KitaabPoint.blogspot.com

اسی اک خرابے کے سامنے
میں یہ بار دوش اتار دو مجھے سنگ و خشت بتا رہے ہیں کہ کیا ہوا
مجھے گرد و خاک سنا رہے ہیں وہ داستاں
جو زوال جاں کا فسانہ ہے
ابھی بوئے خوں ہے نسیم میں
تمہیں آن بھر میں خدا کی چیخ نے آلیا
وہ خدا کی چیخ
جو ہر صدا سے ہے زندہ تر
کہیں گونج کوئی سنائی دے
کوئی بھولی بھٹکی فغاں ملے'
میں پہنچ گیا ہوں تمہارے بستر خواب تک
کہ یہیں سے گم شدہ راستوں کا نشاں ملے!

◆◆◆

KitaabPoint.blogspot.com

زنجبیل کے آدمی

مجھے اپنے آپ سے آ رہی ہے لہو کی بو
کبھی ذبح خانے کی تیز بو
کبھی عورتوں کی ابلتی لاشوں کی تیز بو
کبھی مرگھٹوں میں کباب ہوتے ہوئے سروں کی دبیز بو
وہ دبیز ایسی کہ آپ چاہیں تو
تیغ تیز سے کاٹ دیں
مجھے اپنے آپ سے آ رہی ہے لہو کی بو
کہ مجھی کو قتل کیا ہو جیسے کسی نے
شہر کے چوک میں!
یہی چوک تھا
یہی وہ مقام تھا' نا گہاں
کسی خوف سے میں جس سے اپنے لپٹ گیا
(کہیں تھا بھی میرا جسد مگر؟)
مرے آنسوؤں کی لڑی زمیں پہ بکھر گئی
مری ''ہیک ہیک'' نہ تھم سکی
کبھی سائے آ کے سکڑ گئے
کبھی اور بڑھتے چلے گئے
کہ وہ اپنے جبر کے محوروں کے سوا نہ تھے

KitaabPoint.blogspot.com

کسی اور راہ سے باخبر
مری سسکیاں کسی بے صدائی کے ناگہاں میں
اتر گئیں
ابھی چاند دفن تھا بادلوں کے مزار میں
وہیں میں نے نفس فریب کار کا سر بدن سے اڑا دیا
وہیں میں نے اپنی خودی کی پیرہ زن خمیدہ کمر
کی جان دبوں لی
وہ کوئی برہنہ و مرگ رنگ صدا تھی
جس کا سراغ پا کے میں چل پڑا
وہ صدا جو مسخرہ پن میں مجھ سے بھی تر
وہ صدا جو مجھ سے شریر تر
کسی فلسفے میں رچی ہوئی وہ چڑیل
احمق و تند خو
نئے ریگ زاروں میں، فاتحوں کے جہان پیر میں
گھومتی سو بہ سو
نئے استخوانوں کے آستانوں کی راہ جو

(سر ینوں کو ڈھانپو کہ ان پر ابھی زندگی کی لکد کوب کے ان ہزاروں
برس کے نشاں ہیں، جو گزرے نہیں ہیں، کہ ننگے سر ینوں کی دعوت
سے پڑتے رہے ہیں ہمیشہ سے ان پر روایات کے بعد کے تازیانے
اور ان کے سوا جواں تر نکیلے دماغوں کی کرنوں کے نیزے جو

KitaabPoint.blogspot.com

معقول و منقول دونوں سے خود کو الگ کر چکے ہیں سرینوں کو
ڈھانپو کہ اب تک وہ کودن بھی موجود ہیں جن کا ایماں ہے
غوغاد کشتار وامرو پرستی سے وہ بادشاہت ملے گی کہ جس کو وہ برباد
کرنے میں مختار ہوں گے یہ وہ لوگ ہیں جن کی جنت کے الٹے
چھپر کھٹ میں کابوس کی مکڑیاں ان کی محرومیاں بن رہی ہیں وہ جنت
کہ جس میں کسالت کے دن رات نعروں کی رونق سے زندہ رہیں گے

کئی بار میں نے نکل کے چوک سے سعی کی
کہ میں اپنی بھوتوں کی میلی وردی اتار دوں
نئے بولتے ہوئے آدمی کے نئے الم میں شریک ہوں
میں اسی کے حسن میں، اس کے فن میں، اسی کے دم میں
شریک ہوں
میں اسی کے خوابوں، انھی کے معنی تہہ بہ تہہ میں
وہ تمام چوہے وہ شاہ دولا کے ارجمند
ہر ایک بار اچھل پڑے مرے خوف سے
مرے جسم و جاں پہ ابل پڑے

تو عجیب بات ہے، میں اگر
ہمہ تن نشاط غرور ہوں؟
شب انتقام کی آگ میں ہوں جلا ہوا؟
کہ فنا پرست کدورتوں میں رچا ہوا؟

KitaabPoint.blogspot.com

سنو! جنگ جوؤ' سپاہیو
مری آرزو کی شرافتوں کو دغا نہ دو
میں لڑھک کے دامن کوہ تک جو پہنچ گیا
تو یہ ڈر ہے
زندہ چبا نہ لوں میں تمہیں کہ تم
ہو تمام "شیرہ زنجبیل کے آدمی"
مری بے بسی پہ ہنسو گے تم تو ہنسا کرو
میں دعا کروں گا:
خدائے رنگ و صدا و نور
تو ان کے حال پہ رحم کر!
(خدا'
رنگ نو' نور و آواز نو کے خدا!
خدا'
وحدت آب کے' عظمت باد کے
راز نو کے خدا!
قلم کے خدا' ساز نو کے خدا:
تبسم کے اعجاز نو کے خدا!)

◆◆◆

KitaabPoint.blogspot.com

دوئی کی آبنا

ہمیں ہیں وہ کہ جن کی اک نگاہ سے
صدا دوئی کی آبنا کے آپار اتر گئی

وہ عشق جس کی عمر
آدمی سے بھی طویل تر
وہ محض اشتہا نہیں
وہ محض کھل بھی نہیں
وہ آب و نان کا رکا ہوا سوال بھی نہیں
وہ اپنے ہی وجود کا حسد نہیں
جو موت نے بچھا رکھا ہو ایسا
ناگزیر جال بھی
یہ ہم
جو حادثے کے لائے وگل سے یا
نصیب کے غبار سے نہیں اٹھے
ازل کے حافظے کے درد سے اٹھے
جو ہوش کے شگاف سے
جو استوائے جسم و روح سے اٹھے
ہمیں ہیں وہ کہ جن کی اک نگاہ سے

KitaabPoint.blogspot.com

صدا دوئی کی آبنا کے آر پار اتر گئی

اور اس صدا سے ایک ایسا مرحلہ برس پڑا

جو بے نیاز بعد تھا

جو مشرق وجود تھا

وہ مرحلہ برس پڑا!

ہماری ایک جرات نگاہ سے

تمام لوگ جاگ اٹھے

صدا کی شمع ہاتھ میں لیے ہوئے

دوئی کی آبنا کے آر پار ڈھونڈنے لگے

اسی طلوع کی خبر

جو وقت کی نئی کرن پھوٹتے ہی

ساحل نمود پر

کم التفات انگلیوں کے درمیاں پھسل گیا!

صدا پکارتی ہے پھر

وہی طلوع جس کو رو چکے تھے تم

ابھی ابھی

دوئی کی آبنا کے ساحلوں کی مرگ ریت پر

جھلک اٹھا!

◆◆◆

KitaabPoint.blogspot.com

گماں کا ممکن جو تو ہے میں ہوں

کریم سورج'

جو ٹھنڈے پتھر کو اپنی گوالائی

دے رہا ہے

جو اپنی ہمواری دے رہا ہے

(وہ ٹھنڈا پتھر جو میرے مانند

بھورے سبزوں میں

دور ریگ و ہوا کی یادوں میں لوٹتا ہے)

جو بہتے پانی کو اپنی دریا دلی کی

سرشاری دے رہا ہے

وہی مجھے جانتا نہیں

مگر مجھی کو یہ وہم شاید

کہ آپ اپنا ثبوت اپنا خواب جواب ہوں میں!

مجھے وہ پہچانتا نہیں ہے

کہ میری دھیمی صدا

زمانے کی جھیل کے دوسرے کنارے سے آ رہی ہے

یہ جھیل وہ ہے کہ جس کے اوپر

ہزاروں انساں

افق کے متوازی چل رہے ہیں

KitaabPoint.blogspot.com

افق کے متوازی چلنے والوں کو پار لاتی ہیں

وقت لہریں

جنھیں تمنا' مگر سامانِ خرام کی ہو

انہی کو پاتال زمزموں کی صدا سناتی ہیں

وقت لہریں

انھیں ڈبوتی ہیں وقت لہریں!

تمام ملاح اس صدا سے سدا ہراساں' سدا گریزاں

کہ جھیل میں اک عمود کا چور چھپ کے بیٹھا ہے

اس کے گسیو افق چھت سے لٹک رہے ہیں

پکارتا ہے "اب آؤ آؤ

ازل شے میں منتظر تمہارا

میں گنبدوں کے تمام رازوں کو جانتا ہوں

درخت' مینار' برج' زینے مرے ہی ساتھی

مرے ہی متوازی چل رہے ہیں

میں ہر ہوائی جہاز کا آخری بسیرا

سمندروں پر جہاز رانوں کا میں کنارا

اب آؤ' آؤ

تمہارے جیسے کئی فسانوں کو میں نے ان کے

ابد کے آغوش میں اتارا"

تمام ملاح اس کی آواز سے گریزاں

افق کی شاہراہ مبتذل پر تمام سہمے ہوئے خراماں

KitaabPoint.blogspot.com

مگر سماوی خرام والے

جو پست و بالا کے آستاں پر جمے ہوئے ہیں

عمود کے اس طناب ہی سے اتر رہے ہیں

اسی کو تھامے ہوئے بلندی پہ چڑھ رہے ہیں!

اسی طرح میں بھی ساتھ ان کے اتر گیا ہوں

اور ایسے ساحل پر لگا ہوں

جہاں خدا کے نشان پانے پناہ لی ہے

جہاں خدا کے نشان کی ضعیف آنکھیں

ابھی سلامت بچی ہوئی ہیں

یہی سماوی خرام میرا نصیب نکلا

یہی سماوی خرام جو میری آرزو تھا

مگر نجانے

وہ راستہ کیوں چنا تھا میں نے

کہ جس پہ خود سے وصال تک کا گماں نہیں ہے؟

وہ راستہ کیوں چنا تھا میں نے

جو رک گیا ہے دلوں کے ابہام کے کنارے؟

وہی کنارا کہ جس کے آگے گماں کا ممکن

جو تو ہے میں ہوں

مگر یہ سچ ہے،

KitaabPoint.blogspot.com

میں تجھ کو پانے کی (خود کو پانے کی) آرزو میں
نکل پڑا تھا
اس ایک ممکن کی جستجو میں
جو تو ہے میں ہوں
میں ایسے چہرے کو ڈھونڈتا ہوں
جو تو ہے میں ہوں
میں ایسی تصویر کے تعاقب میں گھومتا تھا
جو تو ہے میں ہوں!

میں اس تعاقب میں
کتنے آغاز گن چکا ہوں
(میں اس سے ڈرتا ہوں جو یہ کہتا
ہے مجھ کو اب کوئی ڈر نہیں ہے)
میں اس تعاقب میں کتنی گلیوں سے
کتنے چوکیوں سے
کتنے گونگے مجسموں سے، گزر گیا ہوں
میں اس تعاقب میں کتنے باغوں سے
کتنی اندھی شراب راتوں سے
کتنی بانہوں سے
کتنی چاہت کے کتنے بپھرے سمندروں سے
گزر گیا ہوں

KitaabPoint.blogspot.com

میں کتنی ہوش و عمل کی شمعوں سے
کتنے ایماں کے گنبدوں سے
گزر گیا ہوں
میں اس تعاقب میں کتنے آغاز کتنے انجام گن چکا ہوں
اب اس تعاقب میں کوئی در ہے
نہ کوئی آتا ہوا زمانہ
ہر ایک منزل جو رہ گئی حی
فقط گزرتا ہوا افسانہ
تمام رستے، تمام بوجھے سوال، بے وزن ہو چکے ہیں
جواب، تاریخ روپ دھارے
بس اپنی تکرار کر رہے ہیں
''جواب ہمیں جواب ہم ہیں
ہمیں یقیں ہے جواب ہم ہیں''
یقیں کو کیسے یقیں سے دہرا رہے ہیں کیسے
مگر وہ سب آپ اپنی ضد ہیں
تمام، جیسے گماں کا ممکن
جو تو ہے میں ہوں!

تمام کندے (تو جانتی ہے)
جو سطح دریا پہ ساتھ دریا کے تیرتے ہیں
یہ جانتے ہیں یہ حادثہ ہے

KitaabPoint.blogspot.com

کہ جس سے ان کو
تمام کندے جو سطحِ دریا پہ تیرتے ہیں'
نہنگ بننا یہ ان کی تقدیر میں نہیں ہے
(نہنگ کی ابتدا میں ہے اک نہنگ شامل
نہنگ کا دل نہنگ کا دل!)
نہ ان کی تقدیر میں ہے پھر سے درخت بننا
(درخت کی ابتدا میں ہے اک درخت شامل
درخت کا دل درخت کا دل)
تمام کندوں کے سامنے بند واپسی کی
تمام راہیں
وہ سطحِ دریا پہ جبر دریا سے تیرتے ہیں
اب ان کا انجام گھاٹ ہیں جو
سدا سے آغوش وا کیے ہیں
اب ان کا انجام وہ سفینے
ابھی نہیں جو سفینہ گر کے قیاس میں بھی
اب ان کا انجام
ایسی اوراق جن پہ حرفِ سیہ چھپے گا
اب ان کا انجام وہ کتابیں
کہ جن کے قاری نہیں' نہ ہوں گے
اب ان کا انجام ایسے صورت گروں کے پردے
ابھی نہیں جن کے کوئی چہرے

KitaabPoint.blogspot.com

کہ ان پہ آنسو کے رنگ اتریں'

اور ان میں آیندہ

ان کے رویا کے نقش بھر دے

غریب کندوں کی سامنے بند واپسی کی تمام راہیں

بقائے موہوم کے جو رستے کھلے ہیں ابت ک

ہے ان کے آگے گماں کا ممکن

گماں کا ممکن' جو تو ہے میں ہوں!

جو تو ہے میں ہوں!

◆◆◆

KitaabPoint.blogspot.com

حسن کوزہ گر (۴)

جہاں زاد کیسے ہزاروں برس بعد
اک شہر مدفون کی ہر گلی میں
مرے جام و مینا و گلداں کے ریزے ملے ہیں
کہ جیسے وہ اس شہر برباد کا حافظہ ہوں
(حسن نام کا اک جواں کوزہ گر اک نئے شہر میں
اپنے کوزے بناتا ہوا، عشق کرتا ہوا
اپنے ماضی کے تاروں میں ہم سے پرویا گیا ہے
ہمیں میں (کہ جیسے ہمیں ہوں) سمویا گیا ہے
کہ ہم تم وہ بارش کے قطرے تھے جو رات بھر سے
(ہزاروں برس رینگتی رات بھر)
اک دریچے کے شیشوں پہ گرتے ہوئے سانپ لہرین
بناتے رہے ہیں
اور اب اس جگہ کی صبح ہونے سے پہلے
یہ ہم اور یہ نوجواں کوزہ گر
ایک رویا میں پھر سے پروئے گئے ہیں!)
جہاں زاد
یہ کیسا کہنہ پرستوں کا انبوہ
کوزوں کی لاشوں میں اترا ہے

KitaabPoint.blogspot.com

دیکھو!

یہ وہ لوگ ہیں جن کی آنکھیں

کبھی جام و مینا کی لم تک نہ پہنچیں

یہی آج اس رنگ و روغن کی مخلوق بے جاں

کو پھر سے الٹنے پلٹنے لگے ہیں

یہ ان کے تلے غم کی چنگاریاں پا سکیں گے

جو تاریخ کو کھا گئی تھیں؟

وہ طوفان، وہ آندھیاں پا سکیں گے

جو ہر چیخ کو کھا گئی تھیں؟

انھیں کیا خبر کس دھنک سے مرے رنگ آئے

(مرے اور اس نوجواں کوزہ گر کے؟)

انھیں کیا خبر کون سی تتلیوں کے پروں سے؟

انھیں کیا خبر کون سے حسن سے؟

کون سی ذات سے، کس خدوخال سے

میں نے کوزوں کے چہرے اتارے؟

یہ سب لوگ اپنے اسیروں میں ہیں

زمانہ، جہاں زاد، افسوں زدہ برج ہے

اور یہ لوگ اس کے اسیروں میں ہیں

جواں کوزہ گر ہنس رہا ہے!

یہ معصوم وحشی کہ اب سے ہی قامت سے ژولیدہ دامن

ہیں جو یا کسی عظمت نارسا کے

KitaabPoint.blogspot.com

انھیں کیا خبر کیسا آسیب میرم مرے غار سینے پہ تھا
جس نے مجھ سے (اور اس کوزہ گر سے) کہا
"اے حسن کوزہ گر، چاک
در در سالت کا روز بشارت ترے جام و مینا
کی تشنہ لبی تک پہنچنے لگا ہے
یہی وہ ندا، جس کے پیچھے حسن نام کا
یہ جواں کوزہ گر بھی
پیاپے رواں ہے زماں سے زماں تک
خزاں سے خزاں تک
جہاں زاد میں نے حسن کوزہ گر نے
بیاباں بیاباں یہ درد رسالت سہا ہے
ہزاروں برس بعد یہ لوگ
ریزوں کو چنتے ہوئے
جان سکتے ہیں کیسے
کہ میرے گل و خاک کے رنگ و روغن
ترے نازک اعضا کے رنگوں سے مل کر
ابد کی صدا بن گئے تھے)
میں اپنے مساموں سے، ہر پور سے
تیری بانہوں کی پہنائیاں
جذب کرتا رہا تھا
کہ ہر آنے والے کی آنکھوں کے معبد پہ جا کر چڑھاؤں

KitaabPoint.blogspot.com

یہ ریزوں کی تہذیب پالیں تو پالیں
حسن کوزہ گر کو کہاں لا سکیں گے؟
یہ اس کے پسینے کے قطرے کہاں گن سکیں گے؟
یہ فن کی تجلی کا سایہ کہاں پا سکیں گے؟
جو بڑھتا گیا ہے زماں سے زماں تک
خزاں سے خزاں تک
جوہر نوجواں کوزہ گر کی نئی ذات میں
اور بڑھتا چلا جا رہا ہے!
وہ فن کی تجلی کا سایہ کہ جس کی بدولت
ہمہ عشق ہیں ہم
ہمہ کوزہ گر ہم
ہمہ تن خبر ہم
خدا کی طرح اپنے فن کے خدا سر بسر ہم!
(آرزوئیں کبھی پایاب تو سیراب کبھی
تیرنے لگتے ہیں بے ہوشی کی آنکھوں میں کئی چہرے
جو دیکھتے بھی نہ ہوں
کبھی دیکھے ہوں کسی نے تو سراغ ان کا
کہاں سے پائے؟
کس سے ایفا ہوئے اندوہ کے آداب کبھی
آرزوئیں کبھی پایاب تو سیراب کبھی

KitaabPoint.blogspot.com

یہ کوزوں کے لاشے، جوان کے لیے ہیں
کسی داستان فنا کے وغیرہ وغیرہ
ہماری اذاں ہیں، ہماری طلب کا نشاں ہیں
یہ اپنے سکوت اجل میں بھی یہ کہہ رہے ہیں؟
"وہ آنکھیں ہمیں ہیں جو اندر کھلی ہیں
تمہیں دیکھتی ہیں ہر اک درد کو بھانپتی ہیں
ہر اک حسن کے راز کو جانتی ہیں
کہ ہم ایک سنسان حجرے کی اس رات کی آرزو ہیں
جہاں ایک چہرہ، درختوں کی شاخوں کے مانند
اک اور چہرے پہ جھک کر، ہر انسان کے سینے میں
اک برگ گل رکھ گیا تھا
اسی شب کے دزدیدہ بوسہ ہمیں ہیں!"

◆◆◆

KitaabPoint.blogspot.com

تصوف

ہم تصوف کے خرابوں کے مکیں
وقت کے طول المناک کے پروردہ ہیں
ایک تاریک ازل' نور ابد سے خالی ہیں

ہم جو صدیوں سے چلے ہیں
تو سمجھتے ہیں کہ ساحل پایا
اپنی دن رات کی پاکوبی کا حاصل پایا

ہم تصوف کے نہاں خانوں میں بسنے والے
اپنی پامالی کے افسانوں پہ ہنسے والے
ہم سمجھے ہیں نشان سر منزل پایا

◆◆◆

KitaabPoint.blogspot.com

پرانی سے نئی پود تک

رات جب باغ کے ہونٹوں پہ تبسم نہ رہا
رات جب باغ کی آنکھوں میں تماشا کا تکلم نہ رہا

غنچے کہنے لگے:
''رکنا ہے ہمیں باغ میں ''لاسال'' ابھی''
صبح جب آئی تو ''لاسال'' کے
جانکاہ معما کا فسوں بھی ٹوٹا!

صبح کے نام سے اب غنچے بہت ڈرتے ہیں
صبح کے ہاتھ میں
جراح کے نشتر سے بہت ڈرتے ہیں
صبح کے ہاتھ میں
جراح کے نشتر سے بہت ہی روشن
وہی اب ان کے پگھلتے ہوئے جسموں میں
گل تازہ کے بہروپ میں
کن زخموں سے دلگیر ہے' آشفتہ ہے!
رات میں خواب بھی تھے
خوابوں کی تعبیر بھی تھی

KitaabPoint.blogspot.com

صبح سے غنچے بہت ڈرتے ہیں!
غنچے خوش تھے کہ یہ پھول
ہو بہو ان کے خدوخال لیے
ان کا رنگ' ان کی طلب
ان کے پر و بال لیے
ان کے خاموش تبسم ہی کی پہنائی ہیں
کیا خبر تھی انھیں وہ کیسے سمندر سے
ہوئے ہیں خالی!

جیسے اک ٹوٹے ہوئے دانت سے
یہ ساری چٹانیں اٹھیں
جیسے اک بھولے ہوئے قہقہے سے
سارے ستارے ابھرے
جیسے اک دانہ انگور سے
افسانوں کا سیلاب اٹھا
جیسے اک بوسے کے منشور سے
دریا جاگے
اور اک درد کی فریاد سے
انساں پھیلے
انھیں (ان غنچوں کی جو پائی سے
پیدا ہوں گے

KitaabPoint.blogspot.com

ان کے اس وعدہ مبرم ہی کا

ایفا ہوں گے

پھول جو اپنے ہی وہموں کے تکبر کے سوا

کچھ بھی نہیں

ان کی (ان غنچوں کی)

دلگیر صدا سنتے ہیں'

ہنس دیتے ہیں!

◆◆◆

KitaabPoint.blogspot.com

میں

میں وہ اقلیم کہ محروم چلی آتی ہے
آج تک دشت نوردوں سے جہاں گردوں سے
سالہا سال میں گر ہم نے رسائی پائی
کسی شے تک ت وفقط اس کے نواحی دیکھے
یا کوئی سلسلہ عکس رواں تھا اس کا
ایک روئے گزراں تھا اس کا

کوہ احساس پر آلام کے اشجار بلند
جن میں محرومی دیرینہ سے شادابی ہے
برگ وباراں کا وہ پامال امیدیں جن سے
پری افشاں کی طرح خواہشیں آویزاں تھیں
کبھی ارمانوں کے آوارہ سر سیمہ طیور
کسی نادیدہ شکاری کی صدا سے ڈر کر
ان کی شاخوں میں اماں پاتے ہیں ستاتے ہیں
اور پھر شوق کے صحراؤں کے اڑ جاتے ہیں
شوق کے گرم بیاباں کہ ہیں بے آب وگیاہ
ولولے جن میں بگولوں کی طرح گھومتے ہیں
اونگھتے ذروں کے تپتے ہوئے لب چومتے ہیں

KitaabPoint.blogspot.com

دور اس وادی سے اک منزل بے نام بھی ہے
کروٹیں لیتے ہیں جس میں انہی صحراؤں کے خواب
ان کہستانوں کی روحیں سرور و بستہ ہیں
اولیں نقش ہیں آوارہ پرندوں کے جہاں
خواہشوں اور امیدوں کے جنین
اور بگولوں کے ہیولے
کسی نقاش کی حسرت میں ملول
''میں'' وہ اقلیم کہ محروم چلی آتی ہے
آج تک دشت نوردوں سے جہاں گردوں سے
کون اس دشت گریزاں کی خبر لاتا ہے!

◆◆◆

KitaabPoint.blogspot.com

مسز سالا مانکا

خدا حشر ہیں ہو مددگار میرا
کہ دیکھی ہیں میں نے مسز سالا مانکا کی آنکھیں
مسز سالا مانکا کی آنکھیں
کہ جن کے افق ہیں جنوبی سمندر کی نیلی رسائی سے آگے
جنوبی سمندر کی نیلی رسائی
کہ جس کے جزیرے ہجوم سحر سے درخشاں
درخشاں جزیروں میں زرتاب وعناب وقرمز پرندوں کی جولاں گہیں
ایسے پھیلی ہوئی جیسے جنت کے داماں
پرندے ازل اور ابد کے مہ وسال میں بال افشاں
خدا حشر میں وہ مددگار میرا
کہ میں نے لیے ہیں مسز سالا مانکا کے ہونٹوں کے بوسے
وہ بوسے کہ جن کی حلاوت کے چشمے
شمالی زمینوں کے زرتاب وعناب وقرمز درختوں
کے مدہوش باغوں سے آگے
جہاں زندگی باغوں سے آگے
جہاں زندگی کے رسیدہ شگوفوں کے سینوں
سے خوابوں کے رم دیدہ زنبور لیتے ہیں اور پیتے ہیں وہ
کہ جس کے نشے کی جلا سے

KitaabPoint.blogspot.com

زمانوں کے نادیدہ محراب کے دو کناروں کے نیچے
ہیں یکبارگی گونج اٹھتے خلا و ملا کے جلاجل
جلاجل کے نغمے بہم ایسے پیوست ہوتے ہیں جیسے
مسز سالاماںکا کے لب میرے لب سے!

خدا حشر میں ہو مددگار میرا
کہ دیکھا ہے میں نے
مسز سالاماںکا کو بستر میں شب بھر برہنہ
وہ گردن وہ باہیں وہ رانیں وہ پستان
کہ جن میں جنوبی سمندر کی لہروں کے طوفاں
شمالی درختوں کے باغوں کے پھولوں کی خوشبو
جہاں دم بدم عطر و طوفاں بہم اور گریزاں
مسز سالاماںکا کا جسم برہنہ
افق تا افق جیسے انگور کی بیل جس کی
غذا آسمانوں کا نور اور حاصل
وہ لذت کہ جس کا نہیں کوئی پایاں
خدا کے سوا کون ہے پاک داماں

◆◆◆

KitaabPoint.blogspot.com

اے وطن اے جان

اے وطن اے جان
تیری آنکھیں بھی اور خاکستر بھی میں
میں نے یہ سیکھا ریاضی سے ادب بہتر بھی ہے برتر بھی ہے
اور دانش گاہ مین بے دست و پا درویش حسن و فہم کے جویا ملے
جن کو تھی میری طرح ہر دستگیری کی طلب
دستگیری کی تمنا سالہا جاری رہی
لیکن اپنے علم و دانش کا ثمر اس کے سوا کچھ بھی نہ تھا
سر تہی تقلی خدا تھے خیر و قوت کا نشاں
اور انساں اہل دل انساں شریر و ناتواں

اے وطن ترے میں پائے تو نے وہ خانہ بدوش
جن کو تھی کہنہ سرابوں کی تلاش
اور خود ذہنوں میں ان کے تھے سراب
جن سے پسپائی کی ہمت بھی کبھی ان میں نہ تھی

اے وطن کچھ اہل دیں نے اور کچھ انساں پرستوں نے تجھے انشا کیا
عالم سکرات سے پیدا کیا
تا کہ تیرے دم سے لوٹ آئے جہاں میں عفت انساں کا دور

KitaabPoint.blogspot.com

دشمن اس خواہش پہ خندہ زن رہے اور دوست اس پر بدگماں
اے وطن اے جان تو نے دوست اور دشمن کا دل توڑا نہیں
ہم ریاضی اور ادب کو بھول کر
سیم و زر کی آز کے ریلے میں یوں بہتے رہے
جیسے ان بپھری ہوئی امواج کا ساحل نہ ہو
اس یقیں کا اس عمل کا اس محبت کا یہی حاصل تھا کیا؟

اے وطن اے جان ہر اک پل پہ تو استادہ ہے
بن گیا تیری گزرگاہ اک نیا دورِ عبور
یوں تو ہے ہر دور نو بھی ایک فرسودہ سوال
حرف اور معنی کا جال
آج لیکن اے وطن اے جاں تجھے
اور بھی پہلے سے بڑھ کر حرف معنی کے نئے آہنگ کی ہے جستجو
پھر ریاضی اور ادب کے ربط باہم کی طلب ہے روبرو!

◆◆◆

KitaabPoint.blogspot.com

ایک زمزمے کا ہاتھ

ابھرا تھا جو آواز کے نابود سے
اک زمزمے کا ہاتھ
اس ہاتھ کی جھنکار
نئے شہروں کا، تہذیبوں کا
الہام بنے گی
وہ ہاتھ نہ تھا دھات کے اک معبد کہنہ
سے چرایا ہوا، تاریخ میں لتھڑا ہوا
اک ہاتھ
وہ ہاتھ خداوند ستمگر کا نہیں تھا
وہ ہاتھ گدا پیشہ پیمبر کا نہیں تھا
اس ہاتھ میں تم دیکھے ہو
شمع کی لرزش سے، جو کہتی ہے کہ
"آؤ"
شاہراہ پہ بکھرے ہوئے اوراق اٹھاؤ
اس ہاتھ سے لکھو
کہتی ہے کہ "آؤ"
ہم تم کو نئے زینوں کے،
آئینوں کے، باغوں کے،

KitaabPoint.blogspot.com

چراغوں کے، محلوں کے، ستونوں کے
نئے چواب دیکھا ئیں
وہ پھول جو صحراؤں میں شبنم سے جدا
خود سے جدا
ہانپتے ہیں، ان کے
نئے صحنوں میں انبار لگا ئیں
الجھے ہوئے لمحات جو افکار
کی دیواروں سے آویختہ ہیں،
ان سے نئے ہار بنا ئیں
سینوں میں اتر جا ئیں،
پھر افسردہ تمنا ئیں چلا ئیں''
کہتی ہے کہ:
''دو وقت کی روٹی کا سہارا ہے یہی ہاتھ
جینے کا اشارہ ہے یہی ہاتھ
اس ہاتھ سے پھر جام اٹھا ئیں
پھر کھولیں کسی صبح کی کرنوں کے دریچے،
اس ہاتھ سے آتی ہوئی خوشبوؤں کو
آداب بجالا ئیں!
کہتی ہے کہ:
''افسوس کی دہلیز پر
اک عشق کہن سال پڑا ہے

KitaabPoint.blogspot.com

اس عشق کے سوکھے ہوئے چہرے
پہ ڈھلکتے ہوئے آنسو
اس ہاتھ سے پونچھیں
یہ ہاتھ ہے وہ ہاتھ
جو سورج سے گرا ہے
ہم سامنے اس کے
جھک جائیں دعا میں
کہ یہی زندگی و مرگ کی ہر دھوپ یں
ہر چھاؤں و مرگ کی ہر دھوپ میں
ہر چھاؤں میں
الفاظ و معنی کے نئے وصل
کا پیغام
ہر بوسے کا الہام بنے گا!"

◆◆◆

KitaabPoint.blogspot.com

آک اور حنا

کیسے بکھری پھول نیند
کیسے شانوں پر گرا اک چاند گیت
جس سے میں ظاہر ہوا
چاند گیت

ان گہری ندیوں کے فرازوں کی طرف
لے چل، جہاں
آک کے پہلو میں اگتی ہے حنا
ان درختوں کی طرف لے چل مجھے
جن کی جانب لوٹ آئے

راہ سے بھٹکے ہوئے زنبور
چھتوں کی طرف
جن سے کرنا ہیں مجھے سرگوشیاں
مجھ کو لے چل کشت زاروں کے
خزاں کجلائے چہروں کی طرف
جن پہ ماتم کی عنبریں کرنیں جھلک اٹھی ہیں
گیت!

KitaabPoint.blogspot.com

عشق جیسے روشنائی کا کوئی دھبہ تھا
پیراہن پہ ناگہاں گرا
میں نے اس بپھری جوانی میں
وہ موسیقی کی سرشاری سنی
میں نے خوشبوؤں کی پربادی سنی
میں نے بازاروں میں گھبرائے ہجوموں کا
وہی نغمہ، وہی شیون سنا
جو ہر اک زخمی سے کہتا ہے کہ "آ
تیرا مزار اب میں ہی ہوں"

میں وہ مطلع ہوں جو اجلا ہی سہی
نارس بھی ہی
میں وہ تصویر خداوندی ہوں، دھندلائی ہوئی
میں وہ دنیا ہوں کہ جس کے لب نہیں!"

لیکن اپنے زرد آج اور سرخ کل کے درمیاں
تنگ دورا ہے پہ اک لمحہ بھی تھا
نارنج رنگ
ہاں، اسی لمحے میں
کتنے راہ سے بھٹکے پرندے
ذہن کے برجوں پر آ بیٹھے کہ: "ہم

KitaabPoint.blogspot.com

ہم میں کھوجا! ہم تجھی لے جائیں گے

اب اس حنا تک

آگ رہی ہے آک کے مسموم پیمانوں کے پاس

ان سے رس لیتی ہوئی!"

◆◆◆

KitaabPoint.blogspot.com

برزخ

شاعر

اے مری روح تجھے

اے مری روح تجھے

اب یہ برزخ کے شب و روز کہاں راس آئیں

عشق بپھرا ہوا دریا ہے، ہوس خاک سیاہ

دست و بازو نہ سفینہ کہ یہ دریا ہو عبور

اور اس خاک سیاہ پر تو نشان کف پا تک بھی نہیں

اجڑے بے برگ درختوں سے فقط کاسۂ سر آویزاں

کسی سفاک تباہی کی المناک کہانی بن کر!

اے مری روح، جدائی سے حزیں روح مری

تجھے برزخ کے شب و روز کہاں راس آئیں

روح

میرا ماوا نے نہ جہنم مرا اجانہ بہشت

برزخ ان دونو پر اک خندۂ تضحیک کیا تو ہے

ایک برزخ ہے جہاں جور و ستم، جود و کرم کچھ بھی نہیں

اس میں وہ نفس کی صرصر بھی نہیں

جسم کے طوفاں بھی نہیں

مبتلا جن میں ہم انسان سدا رہتے ہیں

KitaabPoint.blogspot.com

ہم سیہ بخت زمین پر ہوں، فلک پر ہوں کہیں
ایک برزخ ہے جہاں مخمل و دیبا کی سہی آسودگی ہے
خواب سرما کی سی آسودگی ہے

◆◆◆

KitaabPoint.blogspot.com

بے چارگی

میں دیوار جہنم کے تلے
ہر دوپہر، مفرور طالب علم کے مانند آ کر بیٹھتا ہوں اور دزدیدہ تماشا
اس کی پراسرار و شوق انگیز جلوت کا
کسی رخنے سے کرتا ہوں!
عری جام خوں در دست، لرزاں
اور متینی کسی بے آب ریگستاں
ابوجہل اژدہا بن کر
خجالت کے شجر کی شاخ پر غلطاں
رواں اک نشتر خنداں
زلیخا، ایک چرخ نور و رنگ آرا
سے پابستہ
وہیں پیہم رواں، گرداں
ژواں، حلاج، سرمد
چرسی انسان کی طرح ژولیدہ مو، عریاں
مگر رقصاں
ستالن، مارکس، لینن روئے آسودہ
مگر نارس تمناؤں کے سوز و کرب سے شمع تہ داماں
یہ سب منظور ہے یارب

KitaabPoint.blogspot.com

کہ اس میں ہے وہ ہاؤ ہو وہ ہنگامہ و سیمابی
کہ پائی جس سے ایسی سیمیائی صورتوں نے
روح خلاقی کی بے تابی
مگر میرے خدا میرے محمد ﷺ کے خدا مجھ سے
غلام احمد کی برفانی نگاہوں کی
یہ دلسوزی سے محرومی
یہ بے نوری یہ سنگینی
بس اب دیکھی نہیں جاتی
غلام احمد کہ یہ نامردی دیکھی نہیں جاتی

◆◆◆

KitaabPoint.blogspot.com

رات عفریت سہی

رات عفریت سہی
چار سو چھائے ہوئے موئے پریشاں جس کے
خون آلودہ نگاہ ولب ودنداں جس کے
ناخن تیز ہیں، سوہان دل وجاں جس کے

رات عفریت سہی
شکر للہ کہ تابندہ ہے مہتاب ابھی
چند میناؤں میں باقی ہے مئے ناب ابھی
اور بے خواب مرے ساتھ ہیں احباب ابھی

رات عفریت سہی
اسی عفریت نے سو بار ہزیمت پائی
اس کی بیداد سے انساں نے راحت پائی
جلوہ صبح طرب ناک کی دولت پائی

رات عفریت سہی
آؤ احباب کہ پھر جشن سحر تازہ کریں
پھر تمناؤں کے عارض پہ نیا غازہ کریں
ابن آدم کا بلند آج پھر آوازہ کریں

◆◆◆